

مقام غوثیت

(مولانا) ارشد جمال شرفی

استاذ جامع اشرف کچھوچھہ شریف

جمعیتہ الاشرف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یو. پی.



مقام غوثیت

(مولانا) ارشد جمال اشرفی

خلیفہ شیخ اعظم سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں
استاذ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (پونہ)

جمعیتہ الاشرف (اسٹوڈینٹس مومنٹ)

جامع اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

جبلہ مقوقہ بحوہ ناشر محفوظ

نام کتاب کتاب الابدال

نام مصنف (مولانا) ارشد جمال اشرفی

کمپوزنگ اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر خانقاہ اشرفیہ سرکار کلاں

سن طباعت ۲۰۰۲ء

طبع دوم ۱۰۰۰

قیمت ۶ روپے

ناشر جمعیت الاشرف (اسٹوڈینٹس مومنٹ) جامع اشرف

درگاہ کچھوچھ شریف امبیڈ کر نگر

☆ ملنے کے پتے ☆

☆ غوث العالم اکینڈمی خانقاہ اشرفیہ حنیہ سرکار کلاں، درگاہ کچھوچھ شریف،

امبیڈ کر نگر، یو پی پن: 224155

☆ کتاب منزل، تاتار پور، بہاگلپور، بہار

☆ اشرفی نوری بکڈپو، درگاہ کچھوچھ شریف، امبیڈ کر نگر، یو پی

☆ حاجی فیض احمد کتب فروش، درگاہ کچھوچھ شریف، امبیڈ کر نگر، یو پی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتساب

تارک السلطنت، قُدوۃ الکُبراء، غوث العالم،
محبوب یزدانی، امیر کبیر میرا وحید الدین، مخدوم
سلطان سید اشرف جہانگیر نور بخشی سامانی سمنانی
قدس سرہ النورانی

کے مقدس نام

ع گر قبول افتد ہے عز و شرف

ارشاد جمال اشرفی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقام غوثیت کے تعارف پر زیر نظر کتاب کا مسودہ پڑھا، اس میں اس عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے..... تحقیقی انداز بیان، سادہ اسلوب نگارش، طرز استدلال کی چٹنگی: کتاب کی خاص خوبیاں ہیں..... جو عنوان مذکور کے بنیادی تقاضے بھی ہیں..... میرے خیال میں زبان اردو میں اس عنوان پر اس طرز کی یہ پہلی کتاب ہے..... تصوفانہ مذاق رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب بہت ہی معلومات افزا ہے..... مولیٰ تعالیٰ محبت گرامی مولانا رشد جمال اشرفی بنارس کی اس کا رخیر پر بے شمار اجر عطا فرمائے! کہ انہوں نے مقام غوثیت کا صحیح تعارف پیش کر کے آج کی اس ”روحانی کالا بازاری“ کے دور میں بہت سے غلط ذہن و فکر کی اصلاح کرنے کی مستحسن کوشش کی ہے..... مولانا موصوف ایک ذی استعداد عالم دین ہیں..... ان کا تحریری و تحقیقی ذوق لائق ستائش ہے..... مختلف دینی رسالے خصوصاً ”سہ ماہی مجلہ غوث العالم کچھوچھ“ میں ان کے تحقیقی مضامین برابر چھپتے رہتے ہیں..... شعر و شاعری کا بھی شوق خوب ہے..... جامع اشرف کے لائق و فائق اساتذہ میں ان کا شمار ہے..... الحاصل موصوف اپنے میں بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں..... مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و فضل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کی دینی و علمی خدمات کو قبول فرمائے..... (امین بجاہ سید حبیبہ سید

المرسلین والہ واصحابہ اجمعین

فقط..... خاکپائے اشرف

مولانا رضاء الحق اشرفی (خلیفہ سرکار کلاں)

شیخ الحدیث جامع اشرف درگاہ کچھوچھ شریف ضلع امبید کرنگر (پوٹی)

یوم جمعہ مبارک، ۹ جمادی الآخرہ ۱۴۲۱ھ..... ۸ ستمبر ۲۰۰۰ء

اس کتاب میں

☆	غوث اور قطب کی اصطلاح پر شیخ ابن تیمیہ کی تنقید	۶
☆	لفظ غوث اور قطب کا رواج	۱۱
☆	غوث کے انکار پر ایک عبرت انگیز واقعہ	۱۴
☆	قطب کی اصطلاح رسول اللہ ﷺ کی زبان پر	۱۵
☆	غوث کی تعریف	۱۶
☆	قطب اور قطب الاقطاب کا فرق	۲۰
☆	غوث پاک کے نزدیک غوث کی تعریف	۲۱
☆	☆ ایک شبہ کا ازالہ ۲۸ ☆ تنبیہ	۲۸
☆	☆ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک تفرد ۲۹ ☆ متفرقات	۳۰
☆	☆ منصب غوثیت کا اجراء ۳۱ ☆ غوث کے احوال	۳۶
☆	☆ غوث کی خصوصیات و کیفیات	۳۸
☆	☆ نا اہل کبھی غوث کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا	۸۳
☆	☆ غوث کبھی او جھل ہوتا ہے اور کبھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے	۳۹
☆	☆ غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجادری کرتا ہے	۴۳
☆	☆ غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے	۴۴
☆	☆ غوث کو شدید درد سر کی شکایت رہتی ہے	۴۵
☆	☆ بحالی و معزولی کا منصب غوث کے سپرد ہوتا ہے	۴۵
☆	☆ غوث کی نماز جناہ غوث ہی پڑھاتا ہے	۴۷
☆	☆ غوث کا سزا ظاہر نہیں ہوتا	۴۷
☆	☆ غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں ☆ ۳۸ ☆ غوث سید ہوتا ہے؟	۴۸
☆	☆ غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں	۴۹
☆	☆ غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی غوثیت	۵۲
☆	☆ ایک سوال کا جواب	۵۳

بسم الله الرحمن الرحيم

”ابدال“ جنہیں ”رجال الغیب“ اور ”مردان غیب“ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ پاکیزہ جماعت ہے جو اولیائے کرام میں ممتاز، منتخب اور نمایاں حیثیت کی مالک ہے اور جسے دنیا بھر میں افضلیت کا درجہ حاصل ہے۔ راقم الحروف ”ابدال“ کے وجود و اخلاق اور فضائل کے تعلق سے ایک تحقیقی مقالہ بنام ”کتاب الابدال“ مرتب کر چکا ہے، جو ابھی زیور طبع سے آراستہ نہیں۔ ☆..... مجھے یہاں ”غوث“ کی حقیقت اور اس کے مقام و مرتبہ سے گفتگو کرنی ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ابدال کی جماعت میں جو سب سے زیادہ مبارک اور سب سے بڑھ کر فضیلتوں والا ہوتا ہے، جسے ابدال کی جماعت میں امیر اور سردار کی حیثیت حاصل ہوتی ہے، اسی کو ”غوث“ کہتے ہیں۔ یہ صوفیہ کی ایک خاص اصطلاح ہے، چونکہ اس لفظ کا کوئی وجود کتاب و سنت یا اقوال صحابہ میں فراہم نہیں ہوتا، اس لئے حجت پرست لوگ اس کے وجود ہی کے سرے سے منکر ہو جاتے ہیں۔

غوث اور قطب کی اصطلاح پر شیخ ابن تیمیہ کی تنقید

صوفیوں کی اس اصطلاح پر سب سے پہلے نکتہ چینی کرنے والے ”شیخ ابن تیمیہ“ ہیں۔ انہوں نے کئی جہت سے اس اصطلاح پر ضرب لگانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”یہ نام نہ تو کتاب اللہ میں کہیں آیا ہے اور نہ ہی نبی ﷺ کی کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں مروی ہے اور ”غوث“ صرف اللہ ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں ایک شخص دنیا بھر میں مطلقاً افضل ہو، ممکن ہے کہ کبھی دو یا تین افراد بھی فضیلت پانے میں خدا کے نزدیک برابر ہوں“۔ [۱]

☆ اب اس کتاب کو جمعۃ الاشراف نے ۱۴۰۲ھ میں زیور طبع سے آراستہ کر لیا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کی اس تنقید کے تین پرزے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پرزے کا یہاں جائزہ لیا جائے گا۔

پہلا پرزہ..... ”یہ نام نہ تو کتاب اللہ میں آیا ہے اور نہ ہی نبی ﷺ کی کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں مروی ہے۔“

یہ بات کسی چیز کی حقیقت کے انکار کی کوئی وجہ نہیں بن سکتی۔ ہر قوم کی اپنی ایک اصطلاح ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ کسی ثابت شدہ حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ (لَا مُتَأَفِّشَةَ فِي الْأَصْطِلَاحِ - اصطلاح میں کوئی جھگڑا نہیں) شیخ ابن تیمیہ کے اس معیار کو حق مان لیا جائے تو بہت ساری اصطلاحوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مثلاً: قاضی القضاة، ملک الملوک، امیر الامراء، شہنشاہ، شیخ الاسلام، امیر المؤمنین فی الحدیث، برہان الدین، حجة الاسلام، حافظ الحدیث، امام اعظم، فقیہ النفس، محقق علی الاطلاق، خاتم الفقہاء، محدث، حاکم، حافظ، حجت، ثقہ، خبت، اوثق، صدوق، ضعیف، مولوی، مفتی..... ایسے بے شمار نام ہیں جو پوری امت میں بالاتفاق رائج ہیں، حالانکہ ان کا کوئی ثبوت کتاب و سنت یا اقوال صحابہ میں فراہم نہیں ہوتا، اس کے باوجود کوئی اسے غلط قرار نہیں دیتا، جب کہ ان میں بعض وہ اصطلاح ہے جس کا وجود بھی کتاب و سنت سے ثابت نہیں، چہ جائیکہ نام اور اصطلاح..... پھر بھی ان ناموں کے ذریعہ جس خاص شخص کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرتا، یوں ہی غوث اور قطب کا لفظ اگرچہ کتاب و سنت یا اقوال صحابہ میں نہیں ملتا مگر صوفیہ کے نزدیک اس اصطلاح کی جو مراد ہے وہ تو دلیلوں سے ثابت ہے۔

دوسرا پرزہ..... ”غوث صرف اللہ ہے۔“

ابن تیمیہ؛ غوث کے لفظی ترجمہ کا اعتبار کرتے ہوئے کسی بندے کو

”غوث“ کہنا ممنوع قرار دیتے ہیں اور ”قطب“ کا استعمال بندے کے حق میں جائز سمجھتے ہیں، جب کہ ”قطب“ بھی اپنے لفظی ترجمہ کے اعتبار سے صرف اللہ ہے۔ ”قطب“ کا معنی بتاتے ہوئے ابن تیمیہ خود لکھتے ہیں:

”ہر وہ شخص جس پر دین و دنیا کے باطن و ظاہر معاملات میں سے کسی معاملہ کا دار و مدار ہو تو وہ اس معاملہ کا قطب اور اس کا مدار ہے، چاہے وہ معاملہ اس کے گھر کا ہو یا محلے کا یا شہر کا یا دین و دنیا کے باطن و ظاہر کا، لیکن صوفیہ کی اصطلاح میں ”قطب“ وہ ہے جس پر صرف اصلاح و دنیا کا دار و مدار ہو“۔ [۱]

دیکھا جائے تو یہ لفظ حقیقت میں پورے طور پر اللہ کے سوا اور کس کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ مگر ابن تیمیہ کے نزدیک اس کا استعمال بندے کے حق میں جائز ہے، پھر لفظ غوث میں کیا برائی ہے کہ کسی بندے کو ”غوث“ نہیں کہہ سکتے؟! جب کہ قرآن میں خود اس کا استعمال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْتَعَاذَ الَّذِي مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِينَ مِنْ عَدُوِّهِ﴾ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک ساتھی نے آپ کے دشمن پر مدد طلب کی) اہل لغت نے بھی اس کا کوئی ایسا معنی نہیں بتایا ہے جو شرعاً ممنوع ہو۔ زبیدی لکھتے ہیں کہ:

”طلب غوث کا نام استغاثہ ہے اور اس کا مطلب ہے سختی اور سزا سے چھٹکارا پانا اور سختیوں سے بچنے پر مدد ملنا، شاعر کہتا ہے:

حَتَّى اسْتَعَاثَ بِمَا لَازِمًا لَهُ مِنْ الْأَبَاطِيحِ فِي مَافَاتِهِ الْبَرَكِ

(اس نے ایسے پانی کی مدد چاہی کہ سفید آبی پرندوں کے پی لینے کے بعد کشادہ نالوں میں کوئی چھینٹ باقی نہیں) [۳]

اہل زبان غوث واستغاثہ سے جو معنی سمجھتے تھے قرآن نے اسی معنی میں ان کا استعمال کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عرب کے زبان دانوں نے خدا کے سوا دوسروں کے لئے بھی اس معنی کو مستعمل رکھا ہے۔

بالفرض ”غوث“ کا لفظی ترجمہ ایسا ہو کہ پورے طور پر اسے صرف اللہ کے لئے بولا جاسکتا ہے تو صرف اتنی سی بات پر اس لفظ کا استعمال بندوں کے حق میں ممنوع کر دینا غیر علمی بات ہوگی؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ..... رؤف، رحیم، عزیز، حکیم، سید، مولیٰ، مالک، خالد، علیم، حلیم وغیرہ کتنے الفاظ ہیں جو حقیقت میں صرف اللہ ہی کے لئے بولے جاسکتے ہیں؟ بلکہ ان میں سے بعض ناموں کا استعمال غیر اللہ کے لئے حدیث میں ممنوع بتایا گیا ہے۔ اس کے باوجود خود قرآن میں، اقوال صحابہ میں، طریقہ سلف میں، حتیٰ کہ عرف عام میں بندوں کے لئے ان کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ میں؛ حروف کی ترتیب یا اس کے اعراب و ہنہا کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان لفظوں کا استعمال کن معانی میں؛ کس نظریہ و فکر کے تحت ہو رہا ہے؟ اگر وہ معنی یا وہ نظریہ ایسا ہے جو بندوں پر کسی طرح بھی فٹ نہیں آتا تو ہم اسے ضرور ممنوع قرار دیں گے، ورنہ نہیں۔

لہذا..... صوفیوں سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے ”غوث“ کی اصطلاح میں کون سا نظریہ چھپا رکھا ہے؟ انشاء اللہ اس کی تفصیل ہم بہت جلد پیش کر رہے ہیں۔

تیسرا پرزہ..... ”یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں ایک ہی شخص دنیا بھر میں مطلقاً افضل ہو، ممکن ہے کہ دو یا تین افراد بھی فضیلت پانے میں خدا کے نزدیک برابر ہوں۔“

جو لوگ غوث کو پوری دنیا میں مطلقاً افضل بتاتے ہوں ہمیں ان سے سروکار

نہیں، البتہ صوفیہ کے نزدیک ”غوث“ مجموعی اعتبار سے افضل انسان ہوتا ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ کوئی ایک فرد ایسا ہو جو مجموعی لحاظ سے پوری دنیا میں افضل قرار پائے کیا ایسا نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر ”أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ بِالشَّحَقِيقِ“ کا خطبہ پڑھا جاتا ہے؟ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امت نے افضل انسان نہیں مانا؟ پھر آپ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا اشارہ نہ ہوا؟ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے دور میں افضل انسان نہ تھے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی نے صاف لکھ دیا ہے:

”مَاتَ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِينَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ الْأَحْيَاءِ مِنْ بَنِي آدَمَ بِالْأَرْضِ بِاجْتِمَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ“ [۱]

(آپ [حضرت علی] نے رمضان ۴۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ روئے زمین کے تمام انسانوں سے افضل تھے۔ اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔) آپ کے بعد سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر فضیلتوں والا کون تھا؟ اس کے بعد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی اور افضل انسان بھی دنیا میں کہیں تھا؟

یہ سارے زندہ و جاوید حوالے بول رہے ہیں کہ دنیا بھر میں تنہا ایک افضل انسان کا وجود ممکن ہے۔ اگر اسی افضل انسان کو ہم ”غوث“ قرار دیں تو پھر نکتہ چینی کا کیا موقع رہ جاتا ہے؟ شیخ ابن تیمیہ نے جن تین جہتوں سے غوث کے وجود و اصطلاح پر تنقید فرمائی تھی اس کی غلطی ظاہر ہے۔

☆☆☆

لفظ غوث اور قطب کا رواج

ان دونوں لفظوں کا پہلے پہل استعمال کس نے کیا؟ کس کے لئے کب اور کہاں استعمال ہوا؟ تاریخ اس کے جواب میں خاموش ہے، لیکن یہ ایسے کوئی نئے الفاظ بھی نہیں ہیں جنہیں صدی دو صدی کی ایجاد کہہ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ تاریخ بغداد دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں غوث کی اصطلاح معروف تھی، چنانچہ خطیب بغدادی، شیخ ابو بکر کتانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”نقبا تین سو ہیں، نجبا ستر ہیں، بدلا چالیس، اخیار سات، محمد چار اور غوث ایک..... نجبا مصر میں رہتے ہیں، ابدال شام میں اور اخیار دنیا میں سیاحت کرتے ہیں اور محمد زمین کے گوشے گوشے میں رہتے ہیں اور غوث کا ٹھکانہ مکہ ہے۔ عوام کو جب حاجت پیش آتی ہے تو نقبا ان کے لئے دعا کرتے ہیں ورنہ ابدال پھر اخیار پھر محمد دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اب بھی اگر دعا قبول نہ ہو تو غوث ان کے لئے دعا کرتا ہے۔ غوث کا سوال پورا بھی نہیں ہوتا کہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔“ [۱]

گرچہ یہ روایت میزان نقد پر پوری نہیں اترتی، کیونکہ اس کا ایک راوی ”علی بن عبد اللہ بن جضم ہمدانی“ ضعیف ہے۔ ذہبی اور عسقلانی نے اس پر حدیث گڑھنے کا الزام لگایا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ:

”وہ ثقہ نہیں بلکہ متہم ہے، اس کی روایتیں مصیبت ہیں۔“ [۲]

ابن جوزی کہتے ہیں کہ:

”وہ متکلم فیہ ہے۔“ [۳]

لیکن کم از کم اس جھوٹی روایت — یہ ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ اس زمانے

[۱] تاریخ بغداد: ۴۵/۳-۴۶-۴۷ [۲] میزان الاعتدال: ۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶

میں غوث کا تذکرہ موجود تھا، جیسی اس کی اہمیت بتانے کے لئے اس جھوٹی روایت کا سہارا لینا پڑا۔

یونہی قطب کی اصطلاح پر گفتگو کرتے ہوئے ابن حجر کی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

”قطب (کی اصطلاح) بعض آثار میں وارد ہے لیکن غوث (کی اصطلاح) جن اوصاف کے ساتھ صوفیہ کے درمیان مشہور ہے وہ ثابت نہیں۔“ [۱]

اس کی توجیہ کرتے ہوئے ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

”عنقریب سیدنا امام یافعی کے کلام میں دیکھئے گا کہ انہوں نے قطب کی تفسیر غوث سے کی ہے جو غوث کے ثبوت پر دلیل ہے اور اس بات پر بھی دلیل ہے کہ قطب اور غوث دونوں ایک ہیں، اسے یاد کر لیجئے۔ گویا عدم ثبوت سے ابن حجر کی مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیثوں میں یہ لفظ نہیں آیا ہے، لیکن اس کے ثبوت کو اس کی شہرت، اس کی خبروں سے استفادہ کرنا اور صوفیہ کے درمیان اس کا چرچا ہونا کافی ہے۔“ [۲]

علامہ ابن عابدین شامی کا یہ رویہ رک فیصلہ کن ہے۔

قطب کی اصطلاح کا تذکرہ ہمیشہ سے صوفیہ اور علماء کے درمیان رہا ہے، چنانچہ چھٹی صدی ہجری میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے کلام میں کئی مقامات پر اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں ابن عربی کے ہاں یہ اصطلاح بڑے زور و شور کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ کے کلام سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان

سے پہلے بھی اس اصطلاح کا رواج پایا جاتا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

”قطب“ تو یہ بھی صوفیہ کے کام میں پایا جاتا ہے کہ فلاں قطب میں سے ہے اور فلاں قطب ہے۔“ [۱]

آٹھویں صدی ہجری میں شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ذہبی عسیدنا غوث پاک کے بارے میں لکھا کہ: ”وہ بلا حراحت، امام زمانہ، قطب عصر اور شیخ شیوخ وقت تھے۔“ [۲]

نویں صدی ہجری میں غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے کلام میں قطب اور غوث کا لفظ کثرت سے پایا جاتا ہے، بلکہ آپ نے غوث کے مقام و مرتبہ کا تعارف کراتے ہوئے ایک مستقل تحریر ”رسالہ غوثیہ“ کے نام سے پیش کی ہے۔ اور آپ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث اور قطب ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس نظریہ کے تحت ایک شخص کو ”قطب“ کہا جاتا ہے، علماء و صوفیہ کے نزدیک اس کا جواز موجود ہے تو پھر اسی نظریہ کے تحت اسے ”غوث“ کہنے میں کیا مضائقہ ہے؟ چنانچہ عجلونی نے مذکورہ روایت میں واقع ”غوث“ کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”وہ قطب ہے جو مفرد اور جامع ہوتا ہے۔“ [۳]

عجلانی نے اس ایک شخص کو غوث اور قطب دونوں کہا ہے۔

الغافل یہ کہ اسے غوث کہا جائے یا قطب یا کچھ اور بہر حال دنیا میں ایک ایسے شخص کا وجود ہے جو علم و فضل کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتا ہے۔



غوث کے انکار پر ایک عبرت انگیز واقعہ

علامہ ابن حجر ہیتمی نے اس بارے میں خود اپنا ایک عبرت انگیز واقعہ نقل فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

”میں نے چودہ سال کی عمر میں، شیخ ابو عبد اللہ امام محمد جوینی (جن کے علم و فضل اور زہد پر اتفاق ہے) سے جامع ازہر مصر میں ”مختصر ابی شجاع“ کا درس لیا۔ میں ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہا۔ وہ تند مزاج تھے۔ ایک دن ان کی مجلس میں قطب، نجباء، نقباء اور ابدال وغیرہ کا تذکرہ چل پڑا تو شیخ نے سختی کے ساتھ اس کا انکار کیا اور کہا کہ ان سب کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ نبی ﷺ سے اس بارے میں کوئی چیز مروی ہے۔ میں نے ان سے کہا اور میں حاضرین میں سب سے چھوٹا تھا کہ معاذ اللہ! بلکہ یہ سچ اور حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اولیاء اللہ نے اس کی خبر دی ہے اور اللہ نے انہیں جھوٹ سے محفوظ رکھا ہے، جیسا کہ امام یافعی نے اس بارے میں لکھا ہے۔ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو علوم ظاہرہ اور باطنہ کے جامع ہیں، مگر شیخ نے اور زیادہ انکار کیا اور مجھے ایسا ڈانٹا کہ چپ ہونا پڑا۔ میرے دل میں یہ بات تھی کہ اس مسئلہ میں صرف شیخ الاسلام والمسلمین، امام الفقہاء والعرفین ابو یحییٰ زکریا انصاری میری مدد کر سکتے ہیں۔ میری عادت تھی کہ میں شیخ محمد جوینی کی رہنمائی کرتا کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ میں اور وہ شیخ الاسلام زکریا کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن میں اور شیخ محمد جوینی، شیخ الاسلام کے ہاں جا رہے تھے، جب ہم ان کے گھر کے قریب پہنچے تو میں نے شیخ سے کہا: شیخ الاسلام سے قطب وغیرہ کے مسئلہ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟ جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے شیخ جوینی کا استقبال کیا اور ان کی خوب بڑھ چڑھ کر تعظیم کی اور ان سے دعائی درخواست کی، پھر

مجھے کچھ دعائیں دیں۔ ان میں سے ایک دعایہ تھی ”اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ“ (اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا کر) وہ اکثر میرے لئے ایسی دعا فرماتے تھے۔ جب شیخ کی گفتگو پوری ہو گئی اور انہوں نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو میں نے شیخ الاسلام سے دریافت کیا: یاسیدی! قطب، اوتاد، نجباء، نقبا اور ابدال وغیرہ جس کا ذکر صوفیہ کرتے ہیں کیا حقیقت وہ موجود ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! خدا کی قسم! اے بیٹے۔ میں نے کہا: یاسیدی! یہ شیخ جوینی اس کا انکار کرتے ہیں اور جو اس کا تذکرہ کرتا ہے اس کا خوب رد کرتے ہیں۔ آپ نے پوچھا: اے شیخ محمد! کیا یہ بات ہے؟ آپ نے کئی مرتبہ اس جملہ کو ان سے دہرایا یہاں تک کہ شیخ محمد کہہ پڑے: یا مولانا شیخ الاسلام! میں اس پر ایمان لایا اور تصدیق کیا کہ یہ بات ثابت ہے۔ انہوں نے کہا: اے شیخ محمد! آپ سے یہی امید تھی۔ پھر ہم لوگ واپس ہوئے اور شیخ جوینی میری اس حرکت پر ناراض نہ تھے۔ [۱]

جو حضرات غوث کے وجود سے انکار رکھتے ہیں وہ اس واقعہ سے ضرور عبرت حاصل کریں۔



قطب کی اصطلاح رسول اللہ ﷺ کی زبان پر

بعض صوفیہ کے کشف سے واضح ہوتا ہے کہ قطب کی اصطلاح رسول اللہ ﷺ کی تجویز کردہ ہے، چنانچہ شیخ خلیفہ اکبر جو اکثر رسول اللہ ﷺ کو بطور کشف دیکھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے کہہ دیا ہے کہ: ”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔“ تب آپ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے، کیوں نہ کہے؟ وہ قطب ہے اور میں اس کا محافظ

ہوں۔“

اس روایت کو امام شطرنوی نے ہیچہ الاسرار میں نقل کیا ہے۔ [۱]
اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قطب کی اصطلاح غیر شرعی نہیں دنیا میں
ایک ایسا وجود ہوتا ہے جسے قطب اور غوث کہا جاتا ہے۔

غوث کی تعریف

مختلف علما اور مشائخ نے مختلف الفاظ میں مختلف صفات کے پیش نظر
”غوث“ کی مختلف تعریف بیان کی ہے، جو حسب ذیل ہے:

☆ شیخ عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:
”الْقُطْبُ فِي اصطلاح القوم اكْمَلُ الْإِنْسَانِ مُتَمَكِّنٌ فِي مَقَامِ الْفَرْدِيَّةِ
تَدْوُرُ عَلَيْهِ أحوالُ الْخَلْقِ“ [۲]

(صوفیہ کی اصطلاح میں ”غوث“ اس کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت
پر فائز ہو، جس پر مخلوق کے احوال گردش کرتے ہوں۔)
☆ ابن عربی غفرلہ القوی لکھتے ہیں:

”وَلَكِنَّ الْأَقْطَابَ الْمُصْطَلَحَ عَلَى أَنْ يَكُونُ لَهُمْ هَذَا الْإِسْمُ مُطْلَقًا مِنْ
غَيْرِ إِضَافَةٍ لَا يَكُونُ مِنْهُمْ فِي الزَّمَانِ إِلَّا وَاحِدٌ وَهُوَ الْغَوْثُ وَهُوَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ
وَهُوَ سَيِّدُ الْجَمَاعَةِ فِي زَمَانِهِ“ [۳]

(اصطلاح میں مطلق ”قطب“ بغیر کسی اضافت کے وہ صرف ایک شخص ہوتا ہے،
اسی کو ”غوث“ کہتے ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں جماعت (بدال) کا سردار ہوتا ہے۔
☆ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

”قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ يَدْوُرُ الْقُطْبُ فِي الْأَفَاقِ الْأَرْبَعَةِ مِنْ أَرْكَانِ

[۱] ہیچہ الاسرار مترجم: ۲۴ [۲] رسالہ ابن عابدین شامی: ۲۶۵ [۳] الفتوحات المکیہ: ۱۱/۳۰

الدُّنْيَا كَدُورَانِ الْفُلْكِ فِي أُنْفَى السَّمَاءِ وَقَدْ سَتَرَتْ أَحْوَالُ الْقُطْبِ وَهُوَ الْغَوْثُ عَنِ الْعَامَّةِ وَالْخَاصِّ غَيْرُهُ مِنَ الْحَقِّ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّهُ يُرَى عَالِمًا كَجَاهِلٍ أَبْلَةً كَفِطْنٍ تَارِكًا آخِذًا قَرِيبًا بَعِيدًا سَهْلًا عَسْرًا آمِنًا خَدْرًا“ [۱]

(بعض عارفین کہتے ہیں کہ ”قطب“ ارکان دنیا کے چاروں گوشے میں گشت کرتا ہے جیسے آسمان کے کنارے کنارے ستاروں کا چکر لگانا، یہ قطب جو غوث ہوتا ہے اس کے احوال خاص و عام سے پوشیدہ رہتے ہیں، کیونکہ اس پر غیرت حق کی چادر ہوتی ہے، عالم ہونے کے باوجود ان پڑھ دکھتا ہے، ذہین ہوتے ہوئے بے وقوف معلوم پڑتا ہے، دنیا سے بے نیاز ہو کر دنیا میں لگا رہتا ہے، خدا سے قریب رہ کر بھی دور نظر آتا ہے، درد مند ہوتے ہوئے تنگدل دکھائی دیتا ہے، بے خوف ہونے کے باوجود سہا ہوا لگتا ہے۔)

☆ محمد و مہ پاک علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”اما قطب الاقطاب در تمام عالم ذات واحد بود چند الفاظ مترادف براسامی متبرکہ ایشاں اطلاق کردہ اند مثل قطب الدائرہ و غوث الاعظم و انسان کامل و قطب الاقطاب و انسان و قطب الاعلیٰ و مظہر کلی و جہا نگیر و لیکن عند اللہ اسم شریف غوث عبد اللہ است کہ یگانہ روزگار فرید اعصار بود حق تعالیٰ ذات یگانہ اورا مظہر کلی اسرار و منظر انظار خود کردہ از عالم در ہر زمانہ بر قلب ابراہیم قیل علی قلب اسرافیل قیام وجود عصری و صورت پیکری باو ست“ [۲]

(قطب الاقطاب تمام عالم میں ایک ذات ہوتی ہے۔ چند مترادف الفاظ ان کے اسمائے مبارکہ کے لئے بولے جاتے ہیں، مثلاً قطب الدائرہ، غوث الاعظم، انسان کامل، قطب الاقطاب، انسان، قطب الاعلیٰ، مظہر کلی، جہا نگیر..... لیکن خدا کے نزدیک

غوث کا اسم شریف ”عبد اللہ“ ہے، جو دنیا میں تنہا اور زمانہ میں یکتا ہوتا ہے، جس کی یگانہ ذات کو خدا اپنے اسرار کا مظہر کلی اور اپنے انظار کا منظر بنانے کے لئے ہر زمانہ میں دنیا سے منتخب فرماتا ہے، جو حضرت ابراہیم یا حضرت اسرافیل علیہما السلام کے قلب پر ہوتا ہے، وجود غصری اور صورت پیکری کا قیام اسی سے ہے۔

☆ علامہ ابن حجر مہتمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”الْقُطْبُ الْعَرُوثُ الْفَرْدُ الْجَامِعُ جَعَلَهُ اللَّهُ دَائِرَةً فِي الْأَفَاقِ الْأَرْبَعَةِ مِنْ أَرْكَانِ الدُّنْيَا كَدَوْرَانِ الْقُلُوكِ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ وَقَدْ سَتَرَ اللَّهُ أَحْوَالَهُ عَنْ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ غَيْرَهُ مَنْ الْحَقُّ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّهُ يُرَى عَالِمًا كَجَاهِلٍ أَبْلَهَ كَفِيفُ تَارِكًا آخِذًا قَرِيبًا بَعِيدًا سَهْلًا عُسْرًا آمِنًا خَذِرًا وَمَكَانَتَهُ مِنَ الْأَوَّلِيَّاتِ كَالنَّقْطَةِ مِنَ الدَّائِرَةِ الَّتِي هِيَ مَرْكَزُهَا بِهِ يَقَعُ صَلَاحُ الْعَالَمِ“۔ [۱]

(قطب، غوث، فرد، جامع..... جسے اللہ تعالیٰ دنیا کے چاروں گوشے میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے کنارے پر ستاروں کا چکر لگانا، اللہ تعالیٰ اس کی غیرت داری میں اس کے احوال کو عام و خاص سے پوشیدہ رکھتا ہے، عالم ہونے کے باوجود ان پڑھ لگتا ہے، ذہین ہوتے ہوئے بے وقوف معلوم پڑتا ہے، دنیا سے بے نیاز ہو کر بھی دنیا میں لگا رہتا ہے، خدا سے قریب رہ کر بھی دور نظر آتا ہے، درد مند ہوتے ہوئے تشدد دکھائی پڑتا ہے، بے خوف ہونے کے باوجود سہا ہوا لگتا ہے۔

اولیائے کرام میں اس کی جگہ ایسے ہی ہے جیسے دائرہ کا مرکز؛ نقطہ، اسی پر اصلاح عالم کا دار و مدار ہوتا ہے۔)

☆ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”الْخَلِيفَةُ الْبَاطِنُ وَهُوَ سَيِّدُ أَهْلِ زَمَانِهِ سَمَّى قُطْبًا لِجَمْعِ جَمِيعِ

الْمَقَامَاتِ وَالْأَحْوَالِ وَذَوَّرَ أَهْلَهَا عَلَيْهِ“۔ (۱)

(خلیفہ باطن جو اپنے زمانہ والوں کا سردار ہوتا ہے اسے قطب کہا جاتا ہے، کیونکہ تمام مقامات و احوال اس کے اندر جمع ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد گھومتے ہیں) مندرجہ بالا تعریفات سے غوث کے چند صفات واضح ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆ ”غوث“ خلیفہ باطن ہوتا ہے۔

☆ ذات واحد ہوتا ہے، مقام فردیت پر فائز ہوتا ہے، زمانہ بھر میں یکتا اور دنیا بھر میں ممتاز ہوتا ہے۔

☆ زمانہ والوں کا اور اپنے زمانہ میں جماعت (اولیاء ابدال) کا سردار ہوتا ہے۔

☆ مخلوق خدا اور اولیاء اللہ کے تمام مقامات و احوال کا جامع ہوتا ہے۔

☆ دنیا کے چاروں گوشے میں گشت کرتا ہے۔

☆ خاص و عام پر اس کے احوال پوشیدہ ہوتے ہیں۔

☆ علم، ذہانت، دنیا سے بے رغبتی، قربت الہی، دردمندی اور بے خونی اس کی حقیقت ہے، جب کہ صورت سے وہ ان پڑھ، بے وقوف، دنیا میں مبتلا، خدا سے دور، تنگدل اور سہا ہوا لگتا ہے۔

☆ خدائے تعالیٰ کے اسرار کا مظہر کلی اور اس کے انظار کا منظر ہوتا ہے۔

☆ اسی پر اصلاح عالم کا دار و مدار ہوتا ہے۔

☆ اسی سے وجود غصری اور صورت پیکری کا قیام ہے۔

☆☆☆

قطب اور قطب الاقطاب

اوپر کی سطروں میں علما کی توجیہ سے معلوم ہوا کہ ”قطب“ اور ”غوث“ دنیا بھر میں افضل ترین انسان ہوتا ہے۔ قطبیت و غوثیت کے اوپر اور کوئی درجہ نہیں۔ یہی جمہور علما، فقہاء اور صوفیہ کا مذہب ہے، مگر بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں تفرقہ کی راہ اختیار کی ہے، چنانچہ ابن عربی کہتے ہیں کہ قطب سے اوپر ”قطب الاقطاب“ کا مرتبہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

”وَالْقُطْبُ الْكُبْرَى هِيَ مَرْتَبَةُ قُطْبِ الْأَقْطَابِ وَهُوَ بَاطِنُ نُبُوْتِهِ
 ﷺ فَلَا يَكُونُ إِلَّا لِرُؤُوسِهِ لِإِخْتِصَاصِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْأَكْمَلِيَّةِ فَلَا يَكُونُ خَاتَمُ
 الْوِلَايَةِ وَقُطْبُ الْأَقْطَابِ إِلَّا عَلَى بَاطِنِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ“ [۱]

(قطبیت کبریٰ)..... یہ قطب الاقطاب کا منصب ہے اور وہ باطن نبوت ہے یہ منصب صرف نبی کے وارثوں کے لئے ہے کیونکہ نبی علیہ السلام کے ساتھ اکملیت خاص ہے، لہذا خاتم الولایت اور قطب الاقطاب؛ خاتم النبوت کے باطن پر ہوگا۔

شیخ اکبر کے نزدیک ”قطبیت“ اور ”قطبیت کبریٰ“ دو الگ الگ چیزیں ہیں، فاضل بریلوی نے اس مسئلہ میں شیخ اکبر کی پیروی کی ہے اور وہ اسے ”غوثیت کبریٰ“ کا نام دیتے ہیں۔ [۲] عام صوفیہ نے شیخ اکبر کے اس نظریہ سے اعراض کیا ہے۔ شیخ اکبر کے اس نظریہ کی نہ تو کوئی عقلی توجیہ ہے اور نہ کوئی شرعی دلیل، کیونکہ صوفیہ ”غوث“ کو تمام فضائل و کمالات کا جامع مانتے ہیں اور دنیا بھر میں اسے افضل ترین انسان تصور کرتے ہیں، حتیٰ کہ اسے نبی ﷺ کا خلیفہ باطن بتاتے ہیں اور انسان کامل سمجھتے ہیں۔ ”غوث“ کو خلیفہ باطن کہا جائے یا اسے ”باطن ختم نبوت“ پر کہا جائے، نتیجہ دونوں ایک ہی بات ہے۔ شیخ اکبر نے قطبیت کبریٰ کی جو توجیہ کی ہے وہ غوث کی

شخصیت کے منافی نہیں۔ غوث خود بھی نبی ﷺ کی اکملیت کا پرتو ہوتا ہے اور آپ کی نبوت کی نیابت کا فریضہ انجام دیتا ہے، تو انہیں دو باتوں کی بنیاد پر ”قطبیت کبریٰ“ کو ایک جداگانہ منصب کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ان دو کے علاوہ اس منصب کی چاہے جو بھی توجیہ ہو؛ غوث کی شخصیت اس سے خارج نہیں ہو سکتی، کیونکہ صوفیہ نے اپنی تشریحات سے اس منصب کی پہلے ہی بالادستی قائم کر دی ہے۔



غوث پاک کے نزدیک ”غوث“ کی تعریف

چنانچہ علوم ظاہری و باطنی میں ہر لحاظ سے سند اور حجت کی حیثیت رکھنے والے؛ محبوب سبحانی، غوث صدانی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے غوث و قطب کی کچھ ایسی ہی حقیقتوں کا انکشاف فرمایا ہے آئیے ان مبارک کلمات کو اپنی آنکھوں کی روشن شاہراہ سے دل و دماغ کی دہلیز تک لے جائیں.....

شیخ ابوالرَضی محمد بن احمد بن داؤد بغدادی کا بیان ہے کہ: ”میں اکثر ایسے شخص کی توقع کرتا تھا کہ اس سے قطب [غوث] کے صفات دریافت کروں۔ تب میں اور شیخ ابوالخلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی مرقی بغدادی پھر ہری ۵۴۸ھ میں جامع مسجد رصافہ کی طرف گئے۔ اس میں ہم نے شیخ ابوسعید قیلوی اور شیخ ابوالحسن بن علی ہتیری رضی اللہ عنہما کو پایا۔ میں شیخ ابوسعید سے اس [غوث] کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ: قطب وہ ہے جو ریاست ولایت، کا جلیل الشان بادشاہ ہوتا ہے۔ دنیا بھر کے باطنی معاملات جس کے سپرد ہوتے ہیں۔

میں نے کہا کہ وہ اس وقت کون ہے؟

فرمایا: ”شیخ عبدالقادر جیلانی“۔

تب مجھے تو صبر نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ ہم سب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس کی طرف حاضر ہونے کے لئے اٹھے۔ ہم میں سے کوئی نہ پہلے گیانہ پیچھے رہا۔ اور نہ کوئی جدا ہوا۔ ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ آپ کی باتیں اس مطلب میں ملیں، تب ہم نے آپ کو پایا کہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اور جب ہم جا کر بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کر کے فرمایا کہ: میں اس شخص کی تعریف کرتا ہوں جو کہ قطیبت (غریت) کی صفت تک پہنچ گیا ہو:-

- راہ حقیقت کی تمام منزلوں تک وہ پہنچ چکا ہوتا ہے۔
- ولایت کے سارے مقامات پر وہ ٹھہر چکا ہوتا ہے۔
- خدا تک رسائی حاصل کرنے کی انتہائی منزل پر وہ جا چکا ہوتا ہے۔
- مشاہدہ جلوۃ الہی کے تمام گھاٹوں سے پی چکا ہوتا ہے۔
- خدا کے حضور لے جانے والی تمام سیڑھیوں پر چڑھ چکا ہوتا ہے۔
- ملک و ملکوت کے تمام معاملات کا مطالعہ کر چکا ہوتا ہے۔
- وجود کے ہر مظہر میں وہ کسی نہ کسی طرح سے شریک ہے۔
- دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے کہیں نہ کہیں سے اُس میں اُس کا دخل ضرور ہے۔
- خدا کے جتنے نور ہیں سب کا عکس اُس پر پڑتا ہے۔
- ولایت کے شعبوں میں تمام ترقی کرنے والوں کے اوپر اُس کا درجہ ہے۔
- ولایت کی آخری منزل تک پہنچنے والوں کی منزلیں اُس کی دست نگر ہوتی ہیں
- ولایت کے تمام مرتبوں پر وہ فائز ہے۔
- اُس کی ایک ایک سانس خدا کو محبوب ہے۔

..... اُس کے ہاتھ میں عزت کا قلم اور قدرت کی تلوار ہوتی ہے۔ (یعنی اذن الہی سے وہ اپنے دوستوں کو عزت دلواتا ہے اور دشمنوں کو ہلاکت۔)

..... وہ اپنے وقت کا فیصل اور محبت کے لشکروں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ (یعنی مخلوق خدا میں سب سے پیارا ہوتا ہے۔)

..... ولایت کے منصب پر کسی کو بحال کرنے اور اُس منصب سے معزول کرنے کی ذمہ داری اُسی کو سپرد ہوتی ہے۔

..... اس کا ہم جلس بد بخت نہیں ہوتا۔

..... وہ ہر وقت مشاہدہ حق میں مصروف رہتا ہے۔ وہ اپنے حال سے آشکار ہوتا ہے۔

..... سب سے زیادہ دور اُسی کی ولایت کا تیر پہنچتا ہے۔

..... ولایت کی سب سے بڑی قیامگاہ اُسی کی ہوتی ہے۔

..... اس سے بڑھ کر کوئی کامل الوجود نہیں۔

..... ذرے ذرے میں جلوۂ حق کا اس سے زیادہ مشاہدہ کرنے والا کوئی نہیں۔

..... اُس سے بڑا کوئی شریعت کا پیروکار نہیں۔

..... وہ خدا سے جدا بھی ہے اور خدا سے لگا ہوا بھی۔

..... وہ زمینی مخلوق جیسا بھی ہے اور آسمانی مخلوق کی طرح بھی۔

..... وہ فرشتہ صفت بھی لگتا ہے اور غیب کی دنیا کا بھی۔

..... ان سب کے باوجود وہ ہے آدمی ہی۔

..... وہ خلق اور خالق کے درمیان نفع بخش واسطہ ہے اور سرِ اِپا اِخلاص۔

..... اُس کے لئے بھی ایک حد قائم ہے۔ سارے اوصاف اُس میں مختصر اُجمع ہو گئے

ہیں۔ اُسے بھی احکام شریعت کا مکلف بنایا گیا ہے۔

..... وہ بارگاہ الہی سے ایسا متصل ہوتا ہے کہ نظارۂ جلوۂ الہی کے موقع پر وہ اتنا ہے

سندھ ہو جاتا ہے کہ اُسے بیت والنس کے فرق کا احساس تک نہیں ہوتا۔
..... مشاہد حق میں سر مست ہونے کی وجہ سے اُس کے احوال اس قدر عجیب و
غریب ہوتے ہیں کہ اگر اُس کا سراپا مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں رنگا ہوا نہ ہو تو پھر
کیا سے کیا ہو جائے!!!

میں جس ولایت کی بات کر رہا ہوں اگر اُسے زبان مل جائے تو پھر سنتے اور
عجائبات اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے۔ ^[۱] ☆
غوث کے اس مفصل حقائق و اوصاف کے انکشاف کے بعد اب اس امر کی
کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی کہ اس کے اوپر بھی ”قطب الاقطاب“ کا درجہ فرض کیا
جائے۔

نام کے فرق سے شخصیت کا فرق لازم نہیں آتا، بلکہ نام کی کثرت؛ شخصیت
کے فضائل میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ”غوث“ کو انسان کامل، قطب الدائرہ، قطب
الاقطاب اور قطب المدار وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ شیخ سرہندی حضرت
مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

”قطب کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے ”قطب الاقطاب“ بھی کہتے
ہیں، کیونکہ ”قطب الاقطاب“ کے اعوان و انصار ”قطب حکمی“ ہیں۔“ ^[۲]
اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ”قطب“ اور ”قطب الاقطاب“ ایک ہی شخص

☆ پہلے ایڈیشن میں یہاں پر دوسری عبارتیں تھیں۔ میں نے مترجم کا لفظی ترجمہ ہو بہو نقل کر دیا تھا جو
اپنا مفہوم ادا کرنے سے قاصر رہا۔ اصل عربی نسخہ دستیاب نہ ہونے کی صورت میں ترجمہ کا جو کچھ مفہوم بن
پڑا اُسے تلخیص کے ساتھ قلمبند کر دیا گیا ہے۔ اب پہلے کی یہ نسبت بات سمجھنے میں کافی حد تک آسانی ہو گئی
ہے۔ اگر اصل عربی نسخہ دستیاب ہو، تاؤ سونے پر سہاگا ہو جاتا۔ راقم الحروف۔

[۱] بیچہ الاسرار مترجم: ۲۳-۲۲۸-۲۳۹،

[۲] مکتوبات امام ربانی مترجم: ۱-۵۸۸-۴،

کے دو نام ہیں۔ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے کلام سے بھی ظاہر ہے کہ ولایت کے تمام مراتب، درجہ قطبیت سے فروتر ہیں، چنانچہ امام غطونی لکھتے ہیں:

”راوی کہتا ہے کہ آپ (عبدالقادر جیلانی) نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے، پھر ایک مدت بعد ان سے کہا کہ میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی، جنگل و سمندر، نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ کوئی دلی اس وقت ایسا نہ تھا کہ ان کے پاس نہ آیا ہو اور ان کی قطبیت کی وجہ سے سلام نہ کہا ہو۔“ [۱]

جہاں سارے اولیاء اللہ ”قطب“ کو سلام کر رہے ہوں، وہاں ”قطب الاقطاب“ کے نام پر کسی دلی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ”قطب“ پوری روئے زمین کا نگراں ہوتا ہے تو پوری روئے زمین اس کے فیضان سے معمور ہوتی ہے۔ اہل زمین اس سے اکتساب فیض کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ اگر قطب سے اوپر ”قطب الاقطاب“ کا درجہ فرض کیا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ قطب اس ”قطب الاقطاب“ سے رجوع کرے اور بوقت حاجت اکتساب فیض..... حالانکہ اسے جو کچھ فرائض منصبی حاصل ہوتے ہیں وہ منجانب اللہ، رسول کی نیابت میں عطا ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرا واسطہ اس کے اوپر خدا کے درمیان حائل نہیں ہوتا۔ وہ پوری زمین میں فرد واحد ہوتا ہے، چنانچہ شیخ عذری بن مسافر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”وہ (غوث پاک) تو زمین کے قطب ہیں، تن سو دلی اللہ اور سات سو رجال غیب، زمین والوں اور ہوا میں اڑنے والوں نے..... جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ میرا یہ

قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے..... اپنی گردنوں کو ان کے سامنے ایک وقت میں جھکا دیا تھا۔“ [۱]

شیخ احمد رفاعی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ [۲]

ولایت کا ہر مرتبہ درجہ قطبیت سے نیچے ہے، چنانچہ شیخ ابو ماجد کردی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

”جب شیخ عبد القادر نے کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اس وقت کوئی ایسا ولی اللہ زمین پر نہیں رہا تھا کہ جس نے اپنی گردن اللہ کے لئے تواضع کرتے ہوئے اور ان کے مرتبہ کا قرار کرتے ہوئے نہ جھکائی ہو۔“ [۳]

اس سے زیادہ واضح بیان شیخ عقیل منجی کا ہے۔ ان سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ اس وقت ”قطب“ کون ہے؟ تو کہا کہ:

”وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے، سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا۔ اور قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہو گا اور اشارہ عراق کی طرف کیا۔ وہ جوان عجمی ہو گا، لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کرے گا اور اس کی کرامت کو خاص و عام پہچانیں گے وہ اپنے وقت کا قطب ہو گا اور کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اولیاء کرام اپنی اپنی گردنیں اس کے لئے رکھ دیں گے۔ اور اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو میں اپنے سر کو اس کے لئے رکھتا، یہ وہ شخص ہو گا کہ جو شخص اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا خدا اس کو نفع دے گا۔“ [۴]

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے لئے فضیلت کے یہ سارے مراتب اس لئے ہوں گے کہ وہ ”قطب“ ہیں۔ قطبیت ہی جہانہ فضا کل کی علت ہے۔ اس کا اور زیادہ واضح بیان: تاج العارفین ابو الوفا کیس کے ہاں موجود ہے۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی جب آپ کی زیارت کو آتے تھے تو آپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے کہتے کہ ولی اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اکثر ان کی خاطر چند قدم چل کر ملتے اور ایک وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ جو شخص اس جوان کے لئے کھڑا نہ ہو گا وہ کسی ولی اللہ کے لئے کھڑا نہ ہو گا۔ جب آپ سے لوگوں نے یہ بات مکرر سنی تو اس بارے میں ان کے مریدوں نے کہا تو فرمایا کہ:

”اس جوان پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور گویا میں علانیہ مجمع میں یہ کہتا ہوا دیکھتا ہوں اور وہ سچا ہو گا کہ ”میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔“ پس اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں گی، کیونکہ اس وقت میں وہ ان کا ”قطب“ ہو گا۔ اب جو شخص تم سے اس وقت کو پائے گا تو اس کو اسی کی خدمت لازم ہے۔“ [۱]

اس بیان سے بھی واضح ہے کہ جو قطب ہو گا وہ سارے اولیاء اللہ پر فوقیت رکھے گا۔

ایسی ہی واضح بات شیخ مکارم علیہ الرحمہ نے بھی کہی ہے کہ:

”میں خدائے عزوجل کو حاضر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ اس دن ان لوگوں میں سے جن کی تمام ملک میں ولایت قرار پائی تھی، خواہ قریب تھے یا بعید..... کوئی ایسا ولی نہ ہو گا مگر اس نے دیکھا ہو گا کہ قطبیت کا جھنڈا شیخ عبدالقادر کے سامنے اٹھایا گیا ہے اور فوقیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور دیکھا ہو گا کہ ان پر دنیا و مافیہا میں عام تصرف کی خلعت ہے، جس کو چاہیں ولایت دیں اور جس کو چاہیں معزول کر دیں۔ [۲] مذکور بالا متعدد حوالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ”قطبیت“ اور ”غوثیت“ سے بڑھ کر اور کوئی درجہ نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے کچھ لوگ کہیں کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کو جو مرتبہ، جو فضیلتیں اور جو مناقبیں حاصل تھیں وہ اس لئے کہ انہیں ”قطبیت کبریٰ“ کا منصب عطا ہوا تھا اور وہ ”قطب الاقطاب“ تھے۔ لازماً ان کے زمانہ میں جتنے غوث اور قطب ہوں گے سب ان سے مستفیض رہے ہوں گے اور انہیں کی طرف رجوع لاتے رہے ہوں گے؟

راقم الحروف اس کے جواب میں صرف دو باتیں عرض کرے گا:-
ایک تو یہ کہ عقل و نقل کی بنا پر قطبیت سے اوپر ”قطبیت کبریٰ“ کا کوئی منصب متعین نہیں ہوتا۔

دوسرے یہ کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے جو فضائل، مناقب اور مراتب؛ مشائخ نے بیان کئے ہیں ان میں کہیں ”قطبیت کبریٰ“ کو بنیاد نہیں بنایا گیا، بلکہ انہیں ہر جگہ ”قطب“ اور ”غوث“ ہی کہا گیا، ان کے سارے فضائل، قطبیت اور غوثیت کے حوالہ سے ہی بیان کئے گئے ہیں، جو اس بات کے روشن ثبوت ہیں کہ قطبیت و غوثیت ہی اصل ہے۔ اس سے الگ ہٹ کر اس کے علاوہ اور اس کے اوپر ”قطبیت کبریٰ“ اور ”قطب الاقطاب“ کا کوئی تصور نہیں۔ غوث ہی ”قطب الاقطاب“ ہے۔



تنبیہ

بعض لوگ ”غوث“ سے اوپر ”قطب المدار“ کا ایک درجہ فرض کرتے ہیں اور کچھ لوگ اسے ”غوث“ کے نیچے مانتے ہیں، جیسا کہ شیخ سرہندی حضرت مجدد الف

ثانی علیہ الرحمہ کا اعتقاد ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ: ”قطب المدار“ کا منصب ”غوث“ سے علیحدہ نہیں۔ غوث ہی کو ”قطب المدار“ کہتے ہیں، جیسا کہ ابن عربی کا نظریہ ہے۔ [۱] اور یہ غوث کے چند ناموں میں سے ایک نام ہے، جیسا کہ ”کشاف اصطلاحات الفنون“ میں ہے۔ [۲]

☆☆☆

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا تفرد

شیخ سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اس باب میں ایک عجیب نظریہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

”اور جان لیں کہ ہر سو سال پر ایک مجدد گذرا ہے، لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے؛ ان دونوں مجددوں میں بھی اسی طرح فرق ہے، بلکہ اس سے زیادہ۔ اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ فیوض و برکات میں سے جو کچھ اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے اس کے واسطے سے پہنچتا ہے، اگرچہ اس وقت کے قطب اور اوتاد ہوں اور ابدال و نجبا ہوں۔“ [۳]

یہ نظریہ نہ تو شیخ سرہندی سے پہلے کسی نے پیش کیا اور نہ ہی ان کے بعد کسی نے اسے مقبول رکھا۔ تمام اولیاء اللہ ”غوث و قطب“ کی طرف رجوع لاتے ہیں اور وہ کسی سے اکتساب فیض نہیں کرتے۔ سب پر ان کے فیضان کا سایہ ہوتا ہے۔ کوئی اس کی نگرانی سے باہر نہیں، چاہے وہ ایک ہزار سال کا مجدد ہو یا سو ہزار سال کا، چہ جائیکہ ”غوث“ ہی کسی سے اکتساب فیض کرے۔

☆☆☆

[۱] مکتوبات امام ربانی مترجم: ۱-۵۸۸/۲ [۲] کشاف اصطلاحات الفنون: ۳۹۳/۳

[۳] مکتوبات امام ربانی مترجم: ۱-۹۵۴/۲

متفرقات

حقیقی، اصلی اور اصطلاحی ”قطب“ وہی ہے، جسے ”غوث“ کہتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ مطلقاً بغیر کسی اضافت کے بولا جائے تو اس سے ”غوث“ مراد ہوتا ہے۔ اور جب اس لفظ کی اضافت کسی شہر یا صوبہ یا جماعت یا کسی خاص لقب کی طرف ہو تو اس وقت ”غوث“ کے علاوہ ایک دوسرا شخص مراد ہوتا ہے جو اس شہر یا صوبہ یا جماعت میں افضل اور منفرد ہوتا ہے، جیسا کہ ابن عربی لکھتے ہیں:

”وَقَدْ يَتَوَسَّعُونَ فِي هَذَا الْإِطْلَاقِ فَيَسْتَوُونَ قُطْباً كُلُّ مَنْ دَارَ عَلَيْهِ مَقَامٌ مِنَ الْمَقَامَاتِ وَانْفَرَدَ بِهِ فِي زَمَانِهِ عَلَى أَهْلِهِ جُنْسِهِ، وَقَدْ يُسَمَّى رَجُلُ الْبَلَدِ قُطْبَ ذَلِكَ الْبَلَدِ وَشَيْخُ الْجَمَاعَةِ قُطْبَ تِلْكَ الْجَمَاعَةِ“۔ [۱]

(لوگ اس لفظ کے استعمال میں وسعت اختیار کر چکے ہیں، چنانچہ ہر وہ شخص جس پر کوئی مقام گردش کرتا ہو یا وہ اپنے زمانے میں اپنے ساتھیوں سے منفرد ہو تو اسے قطب کہہ دیتے ہیں۔ شہر کے افضل انسان کو اس شہر کا قطب کہتے ہیں اور شیخِ جماعت کو اس جماعت کا قطب کہتے ہیں۔)

جیسا کہ بولا جاتا ہے..... قطبِ بہار، قطبِ بنگالہ، قطبِ بنگلور، قطبِ بنارس، قطبِ المتوکلین، قطبِ العارفین، قطبِ الواصلین، قطبِ السالکین، اور قطبِ الارشاد وغیرہ۔ شہر یا صوبہ کی قطبیت تو صوفیہ کے ہاں ثابت ہے، لیکن ان کے نزدیک کسی ملک کی قطبیت کا کوئی منصب نہیں، چنانچہ وہ کسی کو قطبِ العرب، قطبِ الشام اور قطبِ الہند وغیرہ نہیں کہتے۔



منصب غوثیت کا اجراء

امت محمدیہ میں پہلا ”غوث“ کون ہوا؟ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں۔
..... ملا علی قاری لکھتے ہیں: ”حضور ﷺ کے زمانہ میں ”قطب الابدال“ اولیس
قرنی تھے۔“ [۱]

..... شیخ اکبر لکھتے ہیں: ”اقطاب میں سے کچھ ظاہر الحکم ہوتے ہیں، خلافتِ باطنہ کی
طرح ان کے لئے خلافت ظاہرہ بھی جائز ہوتی ہے۔ جیسے ابو بکر، عمر، عثمان، علی، حسن
، معاویہ بن یزید، عمر بن عبدالعزیز اور متوکل..... اور کچھ وہ ہیں جن کے لئے خلافت
باطنہ خاص ہے، ان کا ظاہر میں کوئی حکم نہیں چلتا، جیسے احمد بن ہارون رشید نمستی، اور
ابو یزید بسطامی..... اور اکثر اقطاب کو ظاہری خلافت نہیں ملتی۔“ [۲]

..... شامی نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ [۳]
..... یونہی زرقانی لکھتے ہیں: ”نبی ﷺ کے بعد چاروں خلیفہ اپنے اپنے دور
خلافت میں ”غوث“ تھے۔ پھر ان کے بعد امام حسن غوث ہوئے، یہی جمہور کا نظریہ
ہے۔“ [۴]

..... صوفیہ میں تونسلی کا نظریہ ہے کہ نبی ﷺ کے بعد آپ کی صاحبزادی
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غوثیت کا منصب عطا ہوا۔ [۵]
..... بعض علما کا خیال ہے کہ صحابہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز پہلے غوث
ہوئے۔“ [۶]

راقم الحروف لکھتا ہے کہ..... صوفیہ کے نزدیک حضرت ملا علی قاری کی
بات کسی طرح مقبول نہیں ہو سکتی، کیونکہ غوث ”افضل زمانہ“ ہوتا ہے۔ حضرت

[۱] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۶۵ [۲] الفتوحات المکیہ: ۱۱/۳ [۳] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۵۶

[۴] شرح اثر قانی: ۷/۴۹ [۵] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۵۶- شرح اثر قانی: ۷/۴۹ [۶] ایضاً

اولیس قرنی علیہ الرحمہ: بے شمار صحابہ کی موجودگی میں مفضل تھے، حتیٰ کہ خلفاء اربعہ، بدری صحابہ اور عشرہ مبشرہ، ان سے کئی درجہ افضل تھے۔ افضل گروہ کے ہوتے ہوئے ایک مفضل شخص کو غوثیت کا منصب عطا ہونا حیرت انگیز ہے۔

تونس کے نظریہ کو زر قانی اور شامی نے یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ سلف میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ [۱]

میں سمجھتا ہوں کہ غوث اپنے زمانہ کا سردار اور قائد ہوتا ہے۔ اور سرداری اور قیادت مرد کو عورت پر حاصل ہوتی ہے نہ کہ عورت کو مرد پر۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ”غوث“ قرار دینے کا مطلب یہ بنا کہ آپ تمام مرد صحابہ کی سردار اور قائد تھیں، جبکہ شریعت نے ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ [۲] (مرد عورتوں کے قلیل ہیں)..... کہہ کر قیادت و کفالت اور سرداری و امارت کا منصب مرد حضرات کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

صوفیہ کے اعتقاد کے مطابق: غوثیت و قطبیت ”باطنی خلافت“ ہے اور قطب و غوث ”خليفة باطن“ ہوتا ہے، تو پھر ظاہری خلافت پر جلوہ افروز ہونے والے خلفاء راشدین اس منصب پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں؟

..... اگر خلافت ظاہرہ منصب غوثیت ہے تو پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب

اس منصب سے دستبردار ہو گئے تو ان کی زندگی میں کون منصب غوثیت پر فائز رہا؟

..... اگر یہ کہا جائے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستبرداری کے بعد اس

خلافت کی باگ ڈور امیر معاویہ کے ہاتھ میں چلی گئی۔ لہذا یہ منصب بھی ادھر ہی

منتقل ہو گیا..... تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا ایک بچہ بھی امیر معاویہ کو غوث

ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا..... اور پھر صوفیہ کے اعتقاد کے لحاظ سے غوث

کبھی اپنے منصب سے معزول نہیں ہوتا۔

..... یا پھر یہ کہا جائے کہ خلافت ظاہرہ کے مطابق امیر معاویہ غوث ہوئے اور خلافت باطنہ کے لحاظ سے امام حسن رضی اللہ عنہ، گویا ایک وقت میں دو غوث تھے، حالانکہ مذکورہ یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔

..... اور اگر یہ کہا جائے کہ دستبرداری کے بعد کوئی اور اس منصب پر فائز ہوا تو یہ کہنا بھی دشوار، کیونکہ لازم آئے گا کہ امام حسن سے افضل ترین بھی کوئی اس وقت موجود تھا۔

..... اور اگر یہ کہا جائے کہ دستبرداری کے بعد بھی امام حسن ہی غوثیت کے منصب پر باقی رہے، فرق یہ ہوا کہ پہلے وہ ”خلیفہ ظاہر“ تھے اور اب ”خلیفہ باطن“ ہیں تو یہ قول مدعی کے خلاف ہوگا، کیونکہ ”ظاہری خلافت“ کو غوثیت کا منصب قرار دیا گیا تھا۔

حیرت ہے کہ علامہ زر قانی نے خلفاء راشدین کی غوثیت کو جمہور کا مسلک قرار دیا ہے، جب کہ اس کے برخلاف علما اور صوفیہ کی تحریروں سے ثابت ہے کہ غوث؛ ”خلیفہ باطن“ ہوتا ہے، بلکہ ابن حجر عسقلانی نے صاف لکھ دیا کہ غوث کے منصب کا اجراء حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ہاتھوں سے ہوا ہے، چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

”وَمِنْ ثَمَّ لَمَّا ذَهَبَتْ عَنْهُمْ الْخِلَافَةُ الظَّاهِرَةُ لِكُونِهَا صَارَتْ مُلْكًا لِدَا
لَمْ تَبْقَ لِلْحَسَنِ غُوضُوا عَنْهَا بِالْخِلَافَةِ الْبَاطِنَةِ حَتَّى ذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ قُطِبَ
الْأَوَّلِيَّةِ فِي كُلِّ زَمَانٍ لَا يَكُونُ إِلَّا مِنْهُمْ“ [۱]

(معلوم ہوا کہ جب اہل بیت سے خلافت ظاہرہ رخصت ہو گئی کیونکہ وہ بادشاہت میں

بدل گئی اور امام حسن کے لئے بھی وہ خلافت پوری نہ ہوئی تو اس کے بدلہ میں انہیں خلافت باطنہ (غوثیت) سے نوازا گیا، یہاں تک کہ ایک قوم کا نظریہ ہے کہ ”غوث“ ہر زمانہ میں انہیں کی اولاد سے ہوگا۔
شمس الحق عظیم آبادی نے بھی ابوداؤد کی شرح ”عون المعبود“ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ [۱]

ملا علی قاری بھی رقمطراز ہیں:

”بے شک مجھے اکابر سے پہونچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیاں فتنہ وبلا: یہ خلافت ترک فرمائی، اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور ان کی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔“ [۲]

مذکورہ اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ منصب غوثیت کا اجراء، خلافت ظاہرہ کے ختم ہونے کے بعد ہوا ہے، گویا ”غوثیت“ خلافت ظاہرہ سے علیحدہ ایک چیز ہے۔ یہیں سے ثابت ہو گیا کہ خلفاء اربعہ غوثیت کے منصب پر فائز نہیں تھے، کیونکہ اس وقت تک اس منصب کا اجراء نہ ہوا تھا۔

یونہی بعض علما کا یہ کہنا کہ ”صحابہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز پہلے غوث ہوئے“ لایعنی بات ہے:

ایک تو یوں کہ غوثیت؛ باطنی خلافت کا نام ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ظاہری خلافت حاصل تھی۔

دوسرے یوں کہ صوفیہ کی توجیہ کے مطابق حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد کوئی صحابی ”غوث“ نہ ہوا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ میں تاج خلافت سے سرفراز ہوئے [۳] جب کہ حضرت امام حسین

[۱] عون المعبود: ۱۱/۲۸۹ [۲] طرر الافاق: ۲۵، [۳] سیر اعلام النبلاء: ۵/۱۳۳

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱ھ میں شہید ہو چکے تھے [۱] گویا ان دونوں حضرات کے بیچ کوئی غوث پیدا نہ ہوا۔ اور ۱۱ھ تا ۹۹ھ کے درمیان کا ۳۷ سالہ دور بغیر غوث کے گذرا، حالانکہ صوفیہ کا اعتقاد ہے کہ غوث کے بغیر آسمان وزمین قائم نہیں رہ سکتے۔

تیسرے یوں کہ بالفرض حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد بھی صحابہ کرام میں غوث ہوتے رہے تو ۱۰۰ھ تک دنیا میں صحابی رسول کا وجود ثابت ہے اور وہ بالاجماع حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں [۲] اگر یہ غوث تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز غوث نہ ہوں گے ورنہ ایک زمانہ میں دو غوث کا ہونا لازم آئے گا، کیونکہ صوفیہ کا نظریہ ہے کہ غوث کی وفات کے بعد ہی کوئی دوسرا اس منصب پر بحال ہو سکتا ہے۔ اور یہاں حضرت ابوالطفیل کی حیات ہی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا منصب غوثیت پر فائز ہونا لازم آتا ہے۔ اور اگر عمر بن عبدالعزیز غوث تھے تو صحابی رسول سے پہلے ہی ان کا غوث ہونا قرار پائے گا، حالانکہ مدعی یہ ہے کہ وہ صحابہ کے بعد سب سے پہلے غوث تھے۔

چوتھے یوں کہ اگر مانا جائے کہ حضرت ابوالطفیل کے علاوہ ۹۹ھ میں وفات پانے والے کسی دوسرے صحابی رسول کے فوراً بعد آپ کو غوثیت کے تاج سے نوازا گیا تو لازم آیا کہ ۹۹ھ تا ۱۰۰ھ کے درمیان بعض صحابہ کے ہوتے ہوئے؛ ایک مفضول شخص کو ”غوث“ بنا دیا گیا، حالانکہ غوث اپنے زمانہ کا افضل انسان ہوتا ہے۔ اور پھر ۹۹ھ میں وفات پانے والے بعض صحابہ کے بارے میں کسی نے نہیں لکھا ہے کہ وہ غوث تھے۔ کہ اُن صحابی رسول کی وفات پر کہا جاسکے کہ ان کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز کو غوثیت کا منصب عطا ہوا۔



غوث کے احوال

”غوث“ کے بے شمار مختلف احوال ہیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے حوالہ سے ہو چکا ہے۔ یہاں پر مزید کچھ احوال رقم کئے جاتے ہیں۔ شیخ اکبر کی بعض تحریروں میں ہے کہ:

”قطب کا نام ”عبداللہ“ ہے اور وہ ”عبدالجامع“ ہے۔ وہ اصل اور نقل کے تمام ناموں سے متصف ہوتا ہے۔ وہ حق کا آئینہ، صفات مقدسہ کا مظہر اور مظاہر الہیہ کی روشن گاہ ہے۔ وہ صاحب وقت، عین زمان اور تقدیر کاراز ہے۔ اس کے پاس دہر الدہور کا علم ہے جس پر پردہ پڑا ہوا ہے، جو غیرت کے خزانوں میں محفوظ اور حفاظت کی چادر میں ملبوس ہے۔ اسے کوئی شبہ لاحق نہیں ہوتا اور نہ کوئی خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ جو اس کے مقام کے خلاف ہو۔ وہ اپنی طبیعت کا حق؛ حد شرع تک پورا کرتا ہے اور روحانیت کا حق؛ حد الہی تک۔ وہ ترازو رکھتا ہے اور مقدار معین پر تصرف کرتا ہے۔ وقت اس کا وہ وقت کا۔ وہ اللہ کا نہ کہ غیر کا۔ اس کا حال عبدیت اور محتاجی۔ برے کو برا سمجھتا ہے اور اچھے کو اچھا۔ وہ اس جمال سے محبت کرتا ہے جو زینت میں اور لوگوں میں پنہاں ہے۔ روحیں اس کے پاس اچھی صورتوں میں پیش ہوتی ہیں۔ وہ عشق کے سبب نرم ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے لئے غیرت دار ہوتا ہے اور اللہ کے لئے غضب ناک ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی حال پر قائم ہوتا ہے۔ اگر وہ خود کمانے اور روپے پیسے والا ہوتا تو وہ اپنی اُس کمائی اور دولت میں اس طرح تصرف کرتا ہے جیسے کوئی غلام اپنے مہربان آقا کے مال میں تصرف کرتا ہے۔ اور اگر اُس کی خود کمائی اور روپے پیسے نہیں ہوتے، بلکہ تحفے تحائف اور نذر و نیاز پر گذر بسر ہوتی ہے تو اُس کا نفس اُن (تحفے تحائف اور نذر و نیاز) پر بھروسہ کر کے کھڑا نہیں رہتا، بلکہ وہ بوقت

ضرورت اپنی خواہش طبع کے موافق اُن (تختہ تحائف اور نذر و نیاز) کے سامنے اس طرح پیش ہوتا ہے جیسے ان کے پاس وہ طبع کا سفارشی بن کر آیا ہو۔ لہذا وہ اپنی ضرورت طبع کے موافق تھوڑا بہت لے لیتا ہے۔ اگر وہ تختہ تحائف بھی نہیں پاتا تو اپنی ضرورت طبع کے لئے اللہ سے التجا کرتا ہے، چونکہ اسی سے سوال کیا جاتا ہے، وہی اُس کی طبیعت کا والی ہوتا ہے۔ پھر اللہ کی جانب سے اپنے سوال کی قبولیت کا انتظار کرتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا ہے تو جلد یا بدیر اس کے سوال کو پورا کرتا ہے۔ اس کا مرتبہ مانگنے میں گریہ و زاری کرنا ہے اور اپنے حق طبیعت کی سفارش کرنا ہے، بخلاف اصحاب احوال کے، کیونکہ ان سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ اُن کی ہمتوں سے ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو اسباب سے دور رکھا ہے، چنانچہ وہ ربانی ہوتے ہیں۔ غوث: حال سے پاک ہوتا ہے وہ علم میں ثابت اور مشہود ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ تصرف کرتا ہے اگر حق تعالیٰ ہونے والی چیزوں پر اسے مطلع کرتا ہے تو وہ اس کے بارے میں اس اعتبار سے خبر دیتا ہے کہ وہ اللہ کا محتاج اور احسان مند ہے۔ وہ فخریہ ایسا نہیں کرتا۔ زمین اس کے لئے لپیٹی نہیں جاتی۔ نہ وہ ہوا میں اڑتا ہے اور نہ پانی پر چلتا ہے اور نہ بلا وجہ کھاتا ہے اور نہ مذکورہ خوارق عادات میں سے کوئی چیز اس پر طاری ہوتی ہے اور احوال کا اس کے پاس بہت کم گزر ہوتا ہے، وہ بھی اس امر کی وجہ سے جسے وہ حق دیکھتا ہے تو کرتا ہے، بھوک کی وجہ سے وہ اس کا مطلوب نہیں ہوتا، نہ اضطراری طور پر اور نہ اختیاری طور پر۔“ [المختصر] ☆

شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ”غوث“ کی مندرجہ ذیل علامتیں ہیں:

”عصمت، رحمت، خلافت، نیابت اور عرش عظیم اٹھانے والوں کی مدد سے پہنچتی ہے۔ حقیقت ذات اور احاطہ صفات کا پردہ اس کے لئے ہٹا دیا جاتا ہے۔ بردباری اور موجودین کے درمیان فضل کی کرامت سے اسے سر فراز کیا جاتا ہے۔“ [مخلص] [۲]

[۱] الفتوحات المکیہ: ۷۸۲-۷۹۰ ☆ پہلے ایڈیشن میں ترمیم کے ساتھ [۲] کتاب الیواقیت والحواجر: ۷۸۲

غوث کی خصوصیات و کیفیات

.....نااہل غوث کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا.....

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”غوث“ بڑے بڑے واردات کے متحمل ہوتے ہیں۔ اور وہ ان واردات کا بوجھ برداشت کرتے ہیں؛ جن کو اٹھانے سے دنیا والے عاجز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہیبت و وقار کا پر شکوہ پیر بن رہا ہے۔ اس لئے نگاہوں میں ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہوتی۔

جیسا کہ امام شعرانی نے اپنی کتاب مذکور میں تحریر فرمایا ہے کہ: ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”اکثر اولیا غوث سے مل نہیں پاتے اور نہ ہی وہ اُسے پہچانتے ہیں۔ چہ جائیکہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا انہیں دیکھے، کیونکہ پوشیدہ رہنا اس کی شان ہے۔ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو کوئی اس کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ اہلیت نہ ہو۔“

ایک شخص کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا تو وہ ہیبت کے مارے کانپ اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سکون رکھو! میں قریش کی ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھی۔“

یہ ہے اس شخص کا حال جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا چاہا تھا، حالانکہ آپ کی عادت میں بے پناہ انکساری تھی۔ اور غوث یقیناً روئے زمین میں رسول کا نائب ہوتا ہے۔

[میں کہتا ہوں] سید شریف نے فرمایا کہ: مجھ سے سیدی شیخ عثمان خطاب نے حکایت بیان کی کہ: میں عارف باللہ سیدی شیخ ابو بکر قدوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج میں تھا۔ میں نے گزارش کی کہ مکہ میں رہنے والے غوث سے ملاقات کی جائے تو آپ

نے فرمایا: اے عثمان! تم اسے دیکھ نہ پاؤ گے۔ انہوں نے کہا: ضرور..... اور اپنے شیخ سے زحرم اور مقام کے درمیان قسم لی کہ اس کے آنے تک یہاں سے جانا نہیں۔ اچانک سیدی عثمان کا سر بو جھل ہونے لگا یہاں تک کہ داڑھی ران تک جھک آئی۔ ایسے میں غوث تشریف لائے اور شیخ ابو بکر کے ساتھ بیٹھ کر کچھ دیر گفتگو فرمائی، پھر غوث نے آپ سے فرمایا کہ: عثمان کو خیر کی وصیت کرو، کیونکہ اگر وہ جیتا رہا تو مردانِ خدا میں سے ایک مرد ہوگا۔ جب غوث نے واپسی کا ارادہ کیا تو ”سورۃ فاتحہ“ اور ”سورۃ لایلف فریش“ کی تلاوت فرمائی اور رخصت ہو گئے شیخ ابو بکر ان کا ساتھ چھوڑ کر واپس آئے؛ سیدی عثمان کی گردن کچھ دیر جھکی رہی۔ جب ان کی سماعت بحال ہوئی تو شیخ ابو بکر نے فرمایا: اے عثمان! غوث کی گفتگو سن کر تمہاری یہ کیفیت ہو گئی اگر تم اس کا چہرہ دیکھتے تو کیا حال ہوتا؟ اس دن سے سیدی عثمان جب کسی سے مل بیٹھتے اور واپس ہوتے تو غوث کے طریقے کو تبرک سمجھ کر سورۃ فاتحہ اور سورۃ قریش پڑھا کرتے۔“ [۱]

..... غوث کبھی او جھل ہوتا ہے اور کبھی سامنے آ جاتا ہے.....

حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی ارشاد فرماتے

ہیں:

”غوث“ لوگوں کی نظروں سے کبھی او جھل ہو جاتا ہے اور کبھی سامنے آ جاتا

ہے۔

جیسا کہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کے ایک غوث کا حال منقول

ہے۔ ابو سعید عبد اللہ تھمی شافعی بیان کرتے ہیں:

”میں جوانی کے عالم میں تحصیل علم کی غرض سے بغداد آیا۔ (از) دنوں ابن

سقا میرا ساتھی تھا۔ مدرسہ نظامیہ کی طالب علمی کے دور میں، عبادت، تعلیم اور صالحین کی زیارت سے میں مشرف ہوتا رہا۔ ان دنوں بغداد میں ایک صاحب تھے جنہیں غوث کہا جاتا تھا۔ چاہا تو چھپ گئے، چاہا تو سامنے آ گئے۔ میں، ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی [رضی اللہ عنہ] نے اس غوث کی زیارت کا ارادہ باندھا۔

ابن سقا نے کہا: میں آج ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا کہ وہ جواب نہ دے سکیں گے۔

میں نے کہا: میں ان سے ایک مسئلہ پوچھ کر دیکھوں گا کہ کیا جواب دیتے ہیں؟

شیخ نے فرمایا: خدا کی پناہ! میں ان سے پوچھ تاچھ کروں؟ میں تو ان کی توجہ اور زیارت کی برکتوں کا منتظر ہوں گا۔

جب ہم تینوں ان کے پاس پہنچے تو انہیں اس جگہ نہ پایا۔ لمحہ بھر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں؟ [۱]

”غوث“ کے چھپنے اور ظاہر ہونے کا ایک واقعہ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی علیہ الرحمۃ سے بھی منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

”غوث“ اچھے یا برے ہر حال میں پوشیدہ نہیں رہتا۔ چنانچہ ”طبقات الصوفیہ“ میں منقول ہے کہ ابوالحسن دراج فرماتے ہیں:

”میں دوسفر میں اپنے ہمراہیوں سے اکتا گیا تھا۔ وہ آپس میں کینہ رکھتے اور ایک دوسرے سے عار کرتے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب تنہا سفر کروں گا۔

جب تنہا سفر کرتا ہوا مسجد فارسیہ پہنچا تو مصیبت کے مارے ایک بوڑھے کوڑھی کو وہاں دیکھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا.....

اور پوچھا: اے ابوالحسن! حج کا ارادہ ہے؟
 میں نے گھن کھاتے ہوئے ناگواری سے جواب دیا: ہاں!
 پوچھا: کسی ہمراہی کی تلاش ہے؟
 [میں نے دل میں کہا: بھلے مانسوں سے بھاگا تو کوڑھی کے ہاتھ لگا۔]
 میں نے کہا: نہیں۔
 اس نے کہا: کسی کو ہمراہی بنا لو۔
 میں نے کہا: خدا کی قسم! کسی کو ہمراہی نہ بناؤں گا۔
 اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت
 والا تعجب کھاتا ہے۔
 میں نے کہا: ٹھیک ہے۔
 اور انکار کرتا ہوا وہاں سے چل پڑا۔
 دوپہر کے وقت جب میں دوسری منزل پر پہنچا تو اسے دیکھا کہ آرام سے
 بیٹھا ہوا ہے۔
 اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت
 والا تعجب کھاتا ہے۔
 میں کچھ نہ بولا اور وہاں سے چل پڑا۔ لیکن میرے دل میں اس کی طرف سے
 ایک الجھن اور فکر پیدا ہو گئی۔ پھر میں جلد از جلد صبح کے وقت جب دوسری منزل پر
 پہنچا، مسجد میں داخل ہوا تو اسے دیکھا کہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے
 اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت والا
 تعجب کھاتا ہے۔

میں اس کے سامنے گیا اور زمین پر گر پڑا۔

میں نے عرض کیا: میں معذرت کرتا ہوں اللہ سے اور آپ سے۔

اس نے پوچھا: تیرا کیا مقصد ہے؟

میں نے کہا: مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں ہمراہی چاہتا ہوں۔

اس نے کہا: تو نے تو کہا تھا کہ مجھے ہمراہی نہیں چاہئے۔ مجھے گوارا نہیں

کہ تیری قسم ٹوٹے۔

میں نے کہا: تو ایسا کیجئے کہ ہر منزل میں آپ کی زیارت ہو۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے۔

(یہ سن کر) سفر کی ٹکان اور بھوک جاتی رہی اور میرا ہر غم غلط ہو گیا۔ بس ایک

فکر رہ گئی تھی کہ جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچوں اور اسے دیکھوں۔ جب میں مکہ پہنچا تو

صوفیوں سے اس قصہ کو بیان کیا۔ شیخ ابو بکر کتابی اور ابو الحسن مزین نے کہا:

”وہ شیخ جعفر مجذوم ہیں۔“

تیس سال سے ہم ان کی زیارت کے آرزو مند ہیں۔ کاش آپ انہیں دوبارہ

دیکھ پاتے!

میں وہاں سے اٹھا، کعبہ پہنچا، طواف کر رہا تھا کہ انہیں دیکھا۔

میں پلٹا اور آکر ان لوگوں سے کہا کہ: انہیں میں نے یہاں بھی دیکھا۔

وہ بولے: اس بار اگر آپ انہیں دیکھیں تو دھیان رکھیں اور ہمیں آواز دیں

میں نے کہا: ایسا ہی کروں گا۔

جب میں مکہ سے نکل کر منیٰ اور عرفات پہنچا تو پھر انہیں نہ پایا۔

کنکری مارنے کے دن کسی نے مجھے پکار کر کہا: ”السلام علیکم

یا ابا الحسن!

میں نے دیکھا کہ یہ تو وہی ہیں۔

انہیں دیکھ کر میرا یہ حال ہوا کہ میں چلا اٹھا اور بے خود ہو کر گر پڑا۔ اور وہ

رخصت ہو گئے۔ [۱]

..... غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجاوری کرتا ہے۔

بعض اولیائے کرام کی روحانیت اتنے اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ ایک ساعت میں متعدد مقامات پر موجود ہو جاتے ہیں۔ غوث کی روحانیت تو ان اولیاء کرام سے بھی کہیں بدرجہا بلند و بالا ہوا کرتی ہے۔ اس لئے غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجاوری کرتا ہے۔ اور اسے بارہا طواف کعبہ کرتے دیکھا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”غوث کعبہ کے مجاور ہوتے ہیں۔“ ایک عزیز نے دریافت کیا کہ بعض اکابر دوسرے شہروں میں رہتے تھے اور وہ غوث روزگار تھے، چنانچہ حضرت ابوالعباس آمل میں، حضرت غوث الثقلین وغیرہ بغداد میں ہوئے ہیں۔ اگر غوث کے لئے کعبہ کی مجاوری شرط ہے تو یہ بات کیسے درست ہوگی؟ فرمایا: کعبہ کی مجاوری غوث کے لئے شرط لازمی نہیں ہے۔ اولیائے کاملین حق کو خدائے تعالیٰ نے ایک ایسی قوت مرحمت فرمائی ہے کہ پلک جھپکتے چند جگہوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور غوث تو ان سب سے زیادہ کامل ہوتا ہے۔“

مخدوم پاک علیہ الرحمہ کے حالات میں بھی اس قسم کا ایک واقعہ ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت نظام مینی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت سیدی [مخدوم پاک] کے بعض مریدین آپ کے ارشاد کے موافق

پہاڑوں میں مختلف جگہوں میں دس دس کوس کی دوری پر شغل (عبادت و ریاضت) کر رہے تھے مدت پوری کر لینے کے بعد؛ جب یہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں کے خلوت خانہ سے نکل کر حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر ایک نے عرض کیا کہ فلاں تاریخ حضرت مخدومی میرے پاس تشریف لائے تھے اور پورا واقعہ بیان کیا اور تجلیوں میں فرق ظاہر کیا۔ جب لوگوں نے پوری تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مخدومی اپنی خانقاہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں نکلے۔“ [۱]

امام شعرانی بھی اس بارے میں خامہ فرسائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

”غوث اپنے جسم کے ساتھ جہاں اللہ چاہتا ہے موجود ہوتا ہے، وہ کسی خاص جگہ میں ٹھہرنے کا پابند نہیں، اس کی شان پوشیدہ رہتا ہے تو وہ کبھی لوہار بن جاتا ہے، کبھی تاجر اور کبھی لوبیا وغیرہ بیچنے والا۔“ [۲]

..... غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔

مخدوم پاک علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”غوث“ کا جسم ہر چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ لوگوں نے نقل کیا ہے کہ شیخ اکبر [ابن عربی] نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ کسی سے ٹکراتا نہیں تھا۔ دو آدمیوں کے بیچ سے گذر جاتا اور کسی کو دھکے نہ لگتا۔ میں نے سمجھا کہ یہ کوئی روح ہے جس نے روپ دھارن کیا ہے۔ میں بغور اُسے دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ یہ احمد سبطی ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس زمانہ کا غوث کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں، میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔“ [۳]

[۱] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۰۰، [۲] کتاب ایواقیت و الجواہر: ۸۱/۲، [۳] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۶۰

.....غوث کو شدید دردِ دُسر کی شکایت رہتی ہے.....

غوث کی ایک کیفیت یہ ہے کہ دنیا میں ہونے والی واردات کے بوجھ سے جیسے اس کا سر پھٹا جا رہا ہو۔ کیونکہ آسمان و زمین کی ساری بلائیں [اور امداد] پہلے غوث پر آتی ہیں؛ پھر اس سے بچ کر دنیا میں پھیلتی ہیں۔

جیسا کہ سیدی علی خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”چونکہ غوث رضی اللہ عنہ مخلوق پر اترنے والی ساری بلاء و امداد کو حق سے لے لیتا ہے اس لئے اس کا سر واردات کے بوجھ سے ہمیشہ پھٹتا رہتا ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

”چونکہ آسمان و زمین کی بلائیں ”غوث“ پر پڑنے کے بعد ہی پھیلتی ہیں اس لئے وہ ہمیشہ شدید دردِ دُسر کا شکار رہتا ہے۔ جیسے رات دن کوئی اس کے سر پر چوٹ کر رہا ہو۔“ [۱]

.....بحالی و معزولی کا منصب غوث کو سپرد ہوتا ہے.....

مخدوم پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اب سے [جبل الفتح والے غوث کے انتقال فرمانے کے بعد] عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطا ہوا ہے۔ اور دورِ عالم میرے سپرد کیا گیا ہے۔“ [۲]

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو منصب غوثیت پر فائز ہوتا ہے اسے بحالی و معزولی کا اختیار ہوتا ہے، جسے چاہے ولایت کا عہدہ دے اور جسے چاہے معزول کر دے، جیسا کہ غوث پاک نے ایک کافر کو ”بدال“ بنایا اور تین ابدال کی قوت پر واز کو سلب کر لیا۔ اور مخدوم پاک نے اپنے پیرزادہ حضرت شیخ نور نور اللہ قلبہ

[۱] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۷۳،

[۲] لطائف اشرفی قاری: ۱۰۳-برکات چشتیہ: ۳۵۹،

بانوار العرفاء کو بنگال کی قطبیت کے عہدہ پر مامور کیا۔ [۱] رہ گئی یہ بات کہ کسی کو منصب غوثیت پر فائز کرنے کا اختیار ”غوث“ کو ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام شعرانی کا فیصلہ ہے کہ:

”اگر یہ سوال ہو کہ غوث کو اپنے ساتھیوں یا اپنی اولاد میں سے کسی کو غوثیت کا عہدہ دینے کا اختیار ہوتا ہے یا نہیں؟ تو میں جواب دوں گا کہ: اسے اس کام کا اختیار نہیں ہوتا۔ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بعض غوث نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کے بعد ان کے بیٹے کو غوث بنادیا جائے، تو غیب سے آواز آئی: ”یہ وراثت ظاہری امور میں ہوتی ہے، باطنی معاملات تو یہ خدائے وحدہ لا شریک کے سپرد ہیں۔“ [۲]

لیکن مخدوم پاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: ”غوث کی دعا سے دوسرے کو غوثیت کا عہدہ نصیب ہوتا ہے۔“ جیسا کہ غوث الثقلین حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ؛ غوث کی دعا سے اس منصب شریف سے مشرف ہوئے۔ [۳] اور دلیل میں انہوں نے ابو سعید عبداللہ تھمی شافعی کا بیان کردہ وہ واقعہ نقل کیا ہے، جبکہ وہ، ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ؛ بغداد کے غوث کی زیارت و ملاقات کے لئے گئے تھے تو وہاں پر اس غوث نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دعائیں دی تھیں اور اپنے قریب بلا کر عزت دیتے ہوئے کہا تھا: عبدالقادر! تو نے اپنے خدا اور سول کو خوش کر لیا۔ اس حسن ادب پر میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ بغداد میں منبر پر کھڑا ہو کر اعلان کر رہا ہے ”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے“ اور میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ اس وقت کے سارے اولیاء تیری تعظیم میں اپنی گردنیں جھکا دیں۔ [۴]

عین ممکن ہے کہ جس طرح غوث کو ولایت کے دوسرے عہدوں کی بحالی

[۱] لطائف اشرفی: فارسی: ۱۰۴، [۲] لطائف اشرفی: فارسی: ۱۰۵، [۳] کتاب البیواقیۃ والحواس: ۲۸۲

[۴] لطائف اشرفی: فارسی: ۱۰۱،

و معزولی میں تصرف کا عام اختیار ہوتا ہے ویسے غوثیت کے عہدہ میں تصرف کا اختیار نہ ہو، البتہ اسے دعا کی اجازت ہو اور اس کی دعا مقبول بھی ہوتی ہو۔

..... غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے.....

مخدوم پاک رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”[جبل اللج والے] غوث کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد ان کی نماز جنازہ میں نے پڑھائی۔ کیونکہ غوث کی نماز جنازہ غوث کے سوا کون پڑھا سکتا ہے؟“ [۱]
مخدوم پاک نے اپنے ان جملوں میں غوثیت کا ایک قانون پیش کر دیا ہے کہ ”غوث“ کی نماز جنازہ ”غوث“ ہی پڑھاتا ہے۔

..... غوث کا مزار ظاہر نہیں ہوتا.....

مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل ابن شیخ صدر الدین اسدی قریشی [سادہ نشین شیخ رکن الدین ملتان] فرماتے تھے: غوث کا مزار غوث کے سوا دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے..... مگر اس درویش ”اشرف“، ”حضرت غوث الثقلین“ قدس سرہ اور چند غوث کی قبر نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی، تاکہ بندگان خدا کو قیامت تک ان سے فیض حاصل ہو کرے اور حاجت مندا اپنی مراد کو پہنچیں۔“ [۲]

حضرت شیخ عماد الدین علیہ الرحمۃ کے اس مبارک ملفوظ سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث کا مزار غوث کے سوا کوئی نہیں جانتا..... اور مخدوم پاک کی توجیہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں چند ہی غوث کا مزار ظاہر ہوا ہے جن میں غوث پاک اور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار شامل ہیں۔

نیز یہ بھی کہ مخدوم پاک کے بعد اب کسی غوث کا مزار ظاہر نہ ہوگا۔

.....غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں.....

امام شعرانی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

”غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں، غوث اپنی غوثیت کے عہدہ پر کم و بیش کئی سال تک قائم رہتا ہے، بلکہ ایک دن اور ایک گھنٹے کے لئے بھی ہوتا ہے، کیونکہ وہ ایک بڑا بھاری منصب ہے، اس لئے کہ غوث روئے زمین کے تمام بادشاہوں اور رعایا کا بوجھ اٹھاتا ہے۔“ [۱]

.....غوث سید ہوتا ہے؟.....

علامہ ابن حجر عسقلانی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت ظاہرہ کو دوسرے کے حوالے کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کی آل اولاد اور ان کے خاندان والوں کے لئے خلافت باطنہ مقرر فرمادیا۔ یعنی غوث زمانہ ان کے خاندان میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن استاذ ابوالعباس مرسی کا خیال ہے کہ سادات کے علاوہ بھی غوث ہو سکتے ہیں۔ [۲]

ملا علی قاری بھی غوثیت عظمیٰ کے لئے خاندان سادات سے کسی کا ہونا قرار دیتے ہیں۔ [۳]

عین ممکن ہے کہ جب غوث جملہ فضائل و کمالات کا جامع ہوتا ہے اور سیادت ایک نسلی امتیاز اور خاندانی شرافت و فضیلت ہے تو ضروری ہو کہ غوث کو اس فضیلت و شرافت سے بھی پورا حصہ دیا جائے۔

سید..... بہر حال قابل تعظیم و احترام ہوا کرتا ہے۔

غیر سید پر واجب ہے کہ وہ سیدوں کے آگے عقیدت سے جھکا رہے۔

اگر غیر سید غوث ہو جائے تو اس کو سیدوں کے آگے جھکنا اور ان کی تعظیم

[۱] کتاب البیوات والجوہر: ۸۲/۲ [۲] الصواعق المحرقة: ۲۲۳، [۳] طرد الاقاعی: ۲۵

بجالانا ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مقام غوثیت کو زیب نہیں دیتی۔
خدا کی مشیت کہ دنیا میں دو ہی غوث کا ظہور کامل ہو اور باقی سب پردہ
خفا میں رہے اور وہ دونوں کے دونوں غوث سید ہوئے۔ ان میں ایک غوث پاک
نَوَّالُ اللّٰہِ مَرْقَدُہٗ ہیں جو نجیب الطرفین سید تھے اور ایک مخدوم پاک عَجَّلَ اللّٰہُ صَرِيحُہٗ
ہیں جو حسینی سید تھے۔

..... غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں

غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ ان دونوں کو ”الامان“ کہا جاتا ہے۔
ایک غوث کے بائیں جانب ہوتا ہے اور دوسرا اپنی جانب۔
بائیں جانب والے کو ”عبدالملک“ کہتے ہیں اور داہنے والے کو ”عبدالرب“۔
غوث کی وفات پر ”عبدالملک“ کو غوث بنایا جاتا ہے اور ”عبدالملک“ کی جگہ
پر ”عبدالرب“ آتا ہے اور ”عبدالرب“ کی جگہ پر ”اوتاد“ میں سے ایک شخص کو منتخب
کیا جاتا ہے۔

بائیں جانب والا ”عبدالملک“ داہنے والے ”عبدالرب“ سے برتر ہوتا ہے۔
یہ باطنی معاملہ ہے، جسم کے اندرونی حصوں میں دل ممتاز ہوتا ہے اور وہ
بائیں طرف ہی ہوتا ہے۔

اور ”عبدالرب“ عالم ملکوت کا ناظر ہوتا ہے۔ لہذا ناظر عالم انسانی
کا عہدہ: ناظر عالم روحانی کے عہدہ سے اعلیٰ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ ”عبدالملک“ ٹھیک غوث کی جگہ پر پہنچتا ہے اور
عبدالرب: ”عبدالملک“ کی جگہ پر..... ”اوتاد“ میں سے ایک ”عبدالرب“ کی جگہ

پر..... ”ابدال“ میں سے ایک ”اوتاد“ کی جگہ پر..... ”اخیار“ میں سے ایک ”ابدال“ کی جگہ پر..... ”ابرار“ میں سے ایک ”اخیار“ کی جگہ پر..... ”نجبا“ میں سے ایک ”ابرار“ کی جگہ پر..... ”نقبا“ میں سے ایک ”نجبا“ کی جگہ پر..... اور عام مومنین میں سے ایک ”نقبا“ کی جگہ پر۔ [۱]

یہ نظریہ عام طور سے صوفیہ کے ہاں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل روایت بھی پیش کرتے ہیں:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْخَلْقِ ثَلَاثُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ..... وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ أَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ..... وَلِلَّهِ تَعَالَى فِي الْخَلْقِ خَمْسَةَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ..... وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ ثَلَاثَةَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مِيكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ..... وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ وَاحِدَ قَلْبِهِ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ..... فَإِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ أَبَدَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَكَانَهُ مِنَ الْخَمْسَةِ وَإِذَا مَاتَ مِنَ الْخَمْسَةِ أَبَدَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَكَانَهُ مِنَ الْأَرْبَعِينَ وَإِذَا مَاتَ مِنَ الْأَرْبَعِينَ أَبَدَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَكَانَهُ مِنَ الثَّلَاثِينَ وَإِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلَاثِينَ أَبَدَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَكَانَهُ مِنَ الْعَامَّةِ فِيهِمْ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيَنْبُتُ وَيُدْفَعُ الْبَلَاءَ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كَيْفَ بِهِمْ يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ لِأَنَّهُمْ يَسْتَلُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِكْتِفَارَ الْأَمَمِ فَيُكْتَرُونَ وَيَدْعُونَ عَلَى الْحَبَابَةِ فَيَقْضَحُونَ وَيَسْتَسْقُونَ يُسْقُونَ وَيَسْأَلُونَ فَتَنْبُتُ لَهُمُ الْأَرْضُ وَيَدْعُونَ فَيُدْفَعُ بِهِمْ أَنْوَاعُ الْبَلَاءِ“ [۲]

(رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ عزوجل کی تین سو مخلوق کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے پر تو ہوتے ہیں، چالیس کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کے

پر تو ہوتے ہیں، سات کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر تو ہوتے ہیں، پانچ کے دل جبریل علیہ السلام کے دل کے پر تو ہوتے ہیں، تین کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کے پر تو ہوتے ہیں اور ایک کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کا پر تو ہوتا ہے، جب ایک مرتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے، جب تین میں سے کوئی مرتا ہے تو پانچ میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے، جب پانچ میں سے کوئی مرتا ہے تو سات میں سے ایک اس کی جگہ پر آتا ہے، جب سات میں سے کوئی مرتا ہے تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر آتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرتا ہے تو عام لوگوں میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے۔ انہی لوگوں کی وجہ سے زندگی اور موت، بارش اور پیداوار کا سلسلہ قائم ہے اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا گیا: یہ سلسلہ کیونکر قائم رہتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس طور پر کہ یہ لوگ اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ امتوں کی تعداد بڑھا تو اللہ تعالیٰ ان کی تعداد بڑھا دیتا ہے اور ظالموں کو بد دعا دیتے ہیں تو وہ ہلاک ہو جاتے ہیں، بارش کی دعا کرتے ہیں تو لوگ سیراب ہو جاتے ہیں اور زمین پیداوار کرتی ہے اور ان کی دعا سے ہر طرح کی بلائیں دور ہوتی ہیں۔)

محدثین کے نزدیک یہ حدیث درست نہیں۔ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے بیک قلم اسے ”جھوٹ“ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث کے گڑھنے کا الزام یا ”عبدالرحیم بن یحییٰ اومی“ پر ہے یا ”عثمان بن عمارہ“ پر (جو اس حدیث کے راوی ہیں) تو اس جھوٹ کو جس نے گڑھا ہے اللہ اسے ہلاک کرے۔ [۱]



غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی

قدس سرہ النورانی کی غوثیت

مخدوم کائنات، غوث العالم، سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی غوثیت پر آخر میں تھوڑی سی گفتگو کرنا ناگزیر ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کی نظر میں حضرت مخدوم پاک کی عظمت اور ان کے دل میں آپ کی محبت اور عقیدت کا بہت مختصر سا حصہ موجود ہے جب کہ وہ ادنیٰ درجہ کے بعض بزرگ کو آسمان پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تو محض نادانگی کی بنیاد پر اس غلطی کے شکار ہو گئے ہیں اور کچھ لوگ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی اپنے وقت کے ”غوث“ تھے اور آپ کا آسمانی خطاب ”جہانگیر“ اور اولیائے زمانہ کا تجویز کردہ لقب ”غوث العالم“ تھا..... آپ کی عظمت و عقیدت سے خالی ہیں۔ میں نے ایک کم نصیب منطقی مولوی کو دیکھا کہ وہ دارالافتا میں کام کرنے والے ایک روحانی پیشوا کو ”غوث العالم“ بنانے پر ٹلا ہوا ہے تعجب ہے کہ لوگ تعصب و عناد میں اپنے ضمیر، اپنے ایمان، اپنی عقیدت اور اپنی آخرت کا سودا کر لیتے ہیں۔

ذیل کی سطروں میں..... علما اور مشائخ نے ”غوث“ کے جو خصوصیات و کیفیات بیان فرمائے ہیں؛ ان کی روشنی میں؛ حضرت مخدوم پاک قدس سرہ کی غوثیت کا ایک مختصر سا جائزہ پیش ہے، تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ.....

آپ کو غوثیت کا منصب عطا ہوا تھا۔

آپ اپنے زمانہ کے ”غوث“ تھے۔

اور آپ ”غوث العالم“ کے لقب سے معروف تھے۔

اور یہ بھی واضح ہو جائے کہ اگر کوئی تعصب و عناد یا، احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اپنے پیر یا استاذ کو ”غوث العالم“ بنانے کی جسارت کر رہا ہے تو وہ باز پرس کئے جانے اور سرزنش پانے کا مستحق ہے۔

”غوث“ کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ عوام کے بھیس میں رہتا ہے تاکہ کوئی اسے پہچان نہ سکے، چنانچہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”وہ بظاہر اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں کہ کوئی ان کو جانتا پہچانتا نہیں، یعنی بظاہر تقویٰ و زہد و مشیخت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے، ظاہر میں عوام کی طرح رہتے ہیں اور اپنے باطن کو ماسوا اللہ سے خالی رکھتے ہیں۔ اور اپنی بزرگی کو دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے اس وجہ سے انہیں ”مردان غیب“ کہتے ہیں۔“

لیکن اللہ نے اپنی حکمت و مشیت سے دنیا میں بعض کی غوثیت کو ظاہر فرمادیا ہے تاکہ دنیا والے غوث کے وجود کو مانیں اور اس کے حقائق و فضائل کو جانیں اور اس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوں۔ اس دنیا میں جن کی غوثیت کا کامل ظہور ہوا ہے وہ وہ ہیں:

☆ ایک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی
☆ اور دوسرے سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی

ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب غوث کی شان پوشیدہ رہنا ہے تو ان دونوں حضرات کی غوثیت کیونکر ظاہر ہوئی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ غوث کے ظہور کی دو حالتیں ہیں:

ایک تو یہ کہ..... وہ خود بتائے کہ میں ”غوث“ ہوں۔

دوسرے یہ کہ..... بعض اولیائے کرام اس کے ظہور کی پیشگوئی کریں یا ظہور کے بعد اس کی شناخت۔

مخدوم پاک علیہ الرحمہ کی غوثیت؛ مذکورہ دونوں حالتوں سے ظاہر ہے۔ چنانچہ آپ نے خود اپنی غوثیت کا اظہار بڑے دلنشیں انداز میں فرمایا ہے۔

حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت قدوة الکبرا [مخدوم پاک] نے ایک رات شیخ الاسلام کو شرف حضوری سے مشرف فرمایا۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت قدوة الکبرا پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جس کا بیان نہیں۔ عجیب و غریب اضطراب و انقلاب تھا کہ بتایا نہیں جاسکتا۔ حضرت قدوة الکبرا کی حالت دیکھ کر ان پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ خیمہ میں ٹھہر نہ سکے، بے اختیار بھاگے اور باہر آکر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرما رہے ہیں۔ کوئی ایک پہر رات اسی حالت میں گزری۔

جب بے خودی جاتی رہی تو فرمایا: ”الحمد للہ! مل گیا۔“

حضرت نور العین، حضرت کبیر اور شیخ الاسلام اس بات کو سن کر اور اس حالت کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے اور سوچنے لگے..... کتنی عجیب و غریب بات ہے کہ حضرت قدوة الکبرا بے قرار تھے اور حیرت کی آگ میں جھلس رہے تھے اور پھر خدا کا شکر بجالائے!

کسی میں ہمت نہیں تھی کہ بے قراری کی وجہ دریافت کرتا۔

یہ لوگ سرگوشی کر رہے تھے کہ کس کی ہمت جو حضرت سے اس بارے میں کچھ پوچھے؟! مگر حضرت نور العین [جو اسرار و افکار کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے] نے ہمت کر کے پوچھا کہ حضرت اس قدر بے چین و بے قرار کیوں تھے؟

فرمایا: ”آج کی رات یکم رجب کے ہے۔۔۔۔۔۔ غوثِ زمانہ و قطبِ یگانہ [جن سے جبل الفتح پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا] کا انتقال ہو گیا۔ ہر بزرگ کی آرزو اور کوشش تھی کہ یہ مبارک عہد ہمیں حاصل ہو! مگر کسی کے بدن پر غوثیت کا پیرہن درست آیا اور نہ کسی کے سر پر غوثیت کا تاج۔

خدا نے اپنے بے پناہ لطف و کرم سے فقیر کے سر کو اس تاج کے لئے اور حقیر کے بدن کو اس پیرہن کے لئے تجویز فرمایا۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔“ [مفصل ۱]

یو نہی بعض اولیائے کاملین نے مخدومِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غوثیت کے بارے میں پیش گوئی بھی کی ہے۔

جیسا کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”شیخ ابن عربی نے حضرت ابو بکر سبطی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: آپ کو معلوم ہے اس وقت ”غوثِ زمانہ“ کون ہیں؟ فرمایا کہ: ”میں ہوں اور میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف ہوں گے۔“

حضرت محبوب یزدانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جد حضرت شمس الدین محمود نور بخشی قدس سرہ؛ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ کے زمانہ میں ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے۔ سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے؛ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں۔ وہ مرتبہ ولایت میں نقبا کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔ قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرایا

ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہئے تھا۔ میں تو انہیں خواجگانِ چشت سے سمجھتا ہوں۔
دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر
مہمان ہوئے۔ حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ: میں آپ کو خوشخبری
سناتا ہوں آپ کی ذریت میں ایک غوثِ جہانگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو
جاری کریں گے اور خطہ یوض جس کو ”اودھ“ کہتے ہیں اس میں پچھم، حدودِ قصبہ جاس
اور سترک سے لے کر پورب، دریائے کوئی تک..... اس درمیان میں ان کا ظہور کامل
ہوگا۔

اور رسالہ غوثیہ میں حضرت خواجہ خواجگان، معین الدین ولی الہند چشتی
اجمیری نے تحریر فرمایا کہ میرے سلسلہ میں ایک غوثِ جہانگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے
ساتھ میرے سلسلہ کو جاری کرے گا۔

غرض کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین، محبوب سبحانی، قطب ربانی کے
زمانہ ظہور سے پہلے آپ کے ظہور کی بشارت مشائخِ ماسبق فرماتے تھے اسی طرح
حضرت محبوب یزدانی کے ظہور سے پہلے اولیاءِ ماسبق نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیش
گوئی فرمائی تھی۔

اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ نے بھی
حضرت محبوب یزدانی کو خوشخبری سنائی تھی کہ تم ”غوثِ زمانہ“ ہو گے۔

اور اسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس
سرہ نے مرثدہ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہنچایا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: حضرت سیدی مخدومی و مرشدی کی
ملازمت اور خدمت کے زمانہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ: ”فرزند اشرف! جب

اللہ تعالیٰ آپ کو شرف تاج غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لئے قطبیت کی کوشش کرنا۔“ [۱]

مخدوم پاک نے اپنی غوثیت کا اظہار فرمایا اور متعدد اولیائے کرام نے آپ کی غوثیت کے بارے میں پیشگوئی کی، لیکن بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی، بلکہ جب آپ کو غوثیت کے تاج سے سرفراز فرمایا گیا تو آپ کو غوثیت کی خصوصیتوں اور کیفیتوں سے بھی نوازا گیا۔ غوث کی چند معروف خصوصیتیں درج ذیل ہیں:

☆ غوث..... تمام احوال و مقامات کا جامع ہوتا ہے۔

☆ غوث..... خاندان سادات سے ہوتا ہے۔

☆ غوث..... دنیا بھر میں گشت کرتا ہے۔

☆ غوث کو بحالی و معزولی کا منصب عطا ہوتا ہے۔

☆ غوث کو پلک جھپکتے چند جگہوں میں موجود ہونے کی قوت ہوتی ہے۔

☆ بسا اوقات اس کے پاس ظہر نا اور اسے آنکھ اٹھا کر دیکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

☆ غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔

☆ غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے۔

☆..... مخدوم پاک علیہ الرحمہ تمام احوال و مقامات کے جامع تھے۔

آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے حضرات بتاتے ہیں کہ آپ کو

بے شمار علوم و فنون پر کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ کی تصنیفات ہزار سے زیادہ ہے۔

آپ جہاں تشریف لے جاتے تھے وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں کی زبان میں کتاب

تحریر فرمادیتے تھے۔ آپ جانور اور جنوں کی بولی خوب سمجھا کرتے، بلکہ ان کی بولی میں

ان سے باتیں کرتے۔ اور جب ولایت کے مقامات کو طے کرنا شروع کیا تو ”مقام

محبوبیت“ سے سرفراز کئے گئے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ
رقطر از ہیں:

”حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ۷ شب ماہ رمضان المبارک ۸۲ھ کو
آسمانہ روح آباد کچھوچھ شریف میں تمام ہمراہیوں کو میں نے شب قدر کی عزت سے
ممتاز کیا، چنانچہ حضرت نور العین اور حضرت محمد درویش اور حضرت شیخ رکن الدین
شاہباز اور حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز اور حضرت شیخ جمیل الدین جبرہ باز اور
حضرت شیخ عارف اور حضرت شیخ معروف اور بہت سے قلنداران ہمراہی جون پور؛
تجر دے آراستہ اور حضرت ملک محمود جو نہایت خاص مرید یا اعتقاد تھے اور بہت سے
خدام بارگاہ اشرفی میں اس خصوصیت انوار برکات شب قدر سے مشرف ہوئے۔ اس
وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور حضرت رحمان کی عنایتیں نازل
ہوتی ہیں۔ ہاتھ غیبی نے لاکھوں تعظیم اور تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ
ندادی کہ ”اشرف میرا محبوب ہے۔“

حاضرین محبوب یزدانی نے بڑی تعظیم کے ساتھ سر مبارک جھکایا اور شیخ
نجم الدین نے بڑے اعزاز کے ساتھ آپ کا سر اپنی گود میں لے لیا۔ اس وقت حرم کعبہ
شریف میں پانچ سو مشائخ اور اولیاء کرام سے موجود تھے۔ سب کی عجیب و غریب حالت
ہو گئی۔ ہر ایک پر واردات کی نسیم اور گلستان مواجید کی ہوا چل گئی۔ سب نے اس بات
کی مبارک باد دی۔

اسی طرح تمام بزرگان زمانہ جو حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے..... خطاب
محبوب یزدانی کے ساتھ مخاطب کرتے۔ [۱]

☆..... غوث خاندان سادات سے ہوتا ہے، چنانچہ حضرت خدو مہ پاک

علیہ الرحمۃ والرضوان بھی؛ حضرت امام زین العابدین کی نسل محترم سے حسینی سید تھے ☆..... غوث دنیا بھر میں گشت کرتا ہے، چنانچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ﴿سَبِّحْ وَاقِیْ الْأَرْضِ﴾ کی عملی تفسیر تھے اور اپنے وقت کے ”جہانیاں جہاں گشت“ تھے۔ آپ نے عرب و عجم کے بے شمار بلاد و امصار کی سیاحت فرمائی۔

☆..... غوث کو بحالی و معزولی کا منصب عطا ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی قدس سرہ القوی کے فرزند نور کو قطبیت بنگالہ کا منصب عطا فرمایا۔ مخدوم پاک خود فرماتے ہیں:

”بعض دانشمندوں نے قطبیت کی دلیل طلب کی۔ اس فقیر نے حضرت مخدوم زادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجئے۔ اور کلمہ کی انگلی سے پہاڑ کو اشارہ کیجئے کہ جلد آوے۔ [بابا حسین خادم کا بیان ہے کہ] حضرت قدوة الکبراکے منہ سے اتنی بات نکلتے ہی پہاڑ چلنے لگا۔ فرمایا: ”اے پہاڑ! شہر ارہ کہ میں تو پیر زادہ کو بتا سکا رہا ہوں۔ حضرت قدوة الکبریٰ کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں آ پہاڑ جلدی سے چلنے لگا۔ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا۔ سر کو زمین پر رکھ دیا اور تعریف کرنے لگے۔“ [۱]

☆..... غوث کو پلک جھپکتے چند جگہوں میں موجود ہونے کی قوت ہوتی ہے، چنانچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں حضرت نظام یمنی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ:

”حضرت سیدی کے بعض مریدین آپ کے ارشاد کے موافق پہاڑوں میں مختلف جگہوں میں دس دس کو س کی دوری پر شغل (عبادت و ریاضت) کر رہے تھے۔ مدت

پوری کر لینے کے بعد جب یہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں کے خلوت خانہ سے نکل کر حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر ایک نے عرض کیا کہ فلاں تاریخ حضرت مخدومی میرے پاس تشریف لائے تھے اور پورا واقعہ بیان کیا اور تجلیوں میں فرق ظاہر کیا۔ جب لوگوں نے پوری تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مخدومی اپنی خانقاہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں نکلے۔“ [۱]

☆..... بسا اوقات غوث کو دیکھنا اور اس کے پاس ٹھہرنا دشوار ہو جاتا ہے اور ایسا تجلی الہی کے نزول کے وقت ہوتا ہے، جیسا کہ حکیم رجب مہدیؒ کی شب کو جب مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کو خلعتِ غوثیت سے سرفراز کیا گیا تھا تو شیخ الاسلام وہاں موجود تھے۔ وہ خاص تجلی الہی کے نزول کا وقت تھا۔ شیخ الاسلام پر اس وقت عجیب و غریب ہیبت طاری ہوئی اور وہ گھبرا کر حجرہ سے باہر نکل آئے ان کے لئے وہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنا دشوار ہو گیا۔

☆..... غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے، چنانچہ حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”اکثر یہ خادم نظام یمنی حضرت کے ہاتھ پاؤں دباتا تھا۔ بارہا ایسا ہوتا کہ جب ہاتھ کمر تک لے جاتا تو ہاتھ ادھر سے ادھر پار ہو جاتا۔ میرا ہاتھ کبھی جسم مبارک پر نہیں ٹھہرتا۔ کبھی کبھی ٹھہرتا بھی تو اتنا لطیف ہوتا کہ جس کا بیان نہیں۔“ [۲]

☆..... غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم پاک نے جبل الفتح والے غوث زمانہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی اپنے وقت کے غوث تھے.....

اور غوثیت کے خصائص و کوائف سے متصف تھے.....
 اولیاء روزگار نے آپ کو ”غوث العالم“ کے لقب سے یاد کیا.....
 اب اگر آج کوئی کسی کو ”غوث“ قرار دینے کی جسارت کر رہا ہے تو اسے
 مذکورہ خصائص و کیفیات کی نشاندہی کرنی ہوگی اور اگر کسی کو ”غوث العالم“ قرار دینے
 کی جرأت برتی گئی تو اسے مخدومی کردار و اوصاف کی تعیین بھی کرنی ہوگی۔

ولله الحمد و صلی اللہ علی نبیہ و علی الہ وصحبہ وبارک وسلم

..... ختم شد

ارشاد جمال اشرفی

خلیفہ مجاز شیخ اعظم سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حنفیہ سرکار کلاں

و استاذ جامع اشرف کچھو چھو مقدمہ

۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ

ماخذ و مراجع

- ☆ قرآن کریم.....
- ۱- البدایہ والنہایہ..... اسماعیل بن کثیر دمشقی (م ۷۷۷ھ)
- ۲- برکات چشتیہ..... سید شاہ نذر اشرف (م ۱۳۵۸ھ)
- ۳- ہجۃ الاسرار..... سید احمد شاہ چشتی بنالوی
- ۴- تاج العروس..... محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (م ۱۲۰۵ھ)
- ۵- تاریخ بغداد..... ابو بکر احمد خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ)
- ۶- تاریخ الاسلام..... محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (م ۷۴۸ھ)
- ۷- تقریب التہذیب..... احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)
- ۸- الحاوی للفتاوی..... جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی (م ۹۱۱ھ)
- ۹- حلیۃ الاولیاء..... ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (م ۴۳۰ھ)
- ۱۰- رسائل ابن عابدین شامی..... محمد امین بن عابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ)
- ۱۱- سیر اعلام النبلاء..... محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (م ۷۴۸ھ)
- ۱۲- شرح العلامۃ الزرقانی..... احمد بن محمد قسطلانی (م ۹۲۳ھ)
- ۱۳- صحائف اشرفیہ..... سید علی حسین اشرفی میاں (م ۱۳۵۵ھ)
- ۱۴- الصواعق المحرقة..... احمد بن حجر ہیتمی مکی (م ۹۷۷ھ)
- ۱۵- طرد الافاعی..... (احمد رضا بن نقی علی خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ)
- ۱۶- عون المعبود..... ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی
- ۱۷- الفتوحات المکیہ..... محی الدین ابن عربی (م ۶۳۸ھ)

- ۱۸- الفتاویٰ المدنیہ احمد بن حجر ہیتمی مکی (م ۹۷۳ھ)
- ۱۹- کتاب البیواقیت الجواہر عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ)
- ۲۰- کشف اصطلاحات الفنون محمد علی بن علی بن محمد (م ۱۱۵۸ھ)
- ۲۱- کشف الخفاء و مزیل الالباس اسماعیل بن محمد عجلونی جراحی (م ۱۱۶۳ھ)
- ۲۲- لسان المیزان احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)
- ۲۳- لطائف اشرفی فی بیان طوائف الصوفی نظام حاجی غریب یمنی (م)
- ۲۴- مجموعۃ الرسائل والمسائل تقی الدین ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ)
- ۲۵- مکتوبات امام ربانی مترجم محمد سعید احمد نقشبندی
- ۲۶- ملفوظات (احمد رضا ابن تقی علی خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ)
- ۲۷- المنتظم ابو الفرج عبدالرحمن بن علی جوزی (م ۵۹۷ھ)
- ۲۸- میزان الاعتدال محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (م ۷۴۸ھ)

جمعیت الاشراف کی مطبوعات

☆ کتاب الابدال مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ مقام غوثیت مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ عمامہ اور ٹوپی کی شرعی حیثیت مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ دھماکہ اور چنگھاڑ کا ایک شرعی جائزہ مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ سرکار کلاں کی بارگاہ میں شیخ الاسلام کا خراج عقیدت

☆ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

☆ سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل مولانا رضاء الحق اشرفی

☆ آداب صحبت و زیارت مشائخ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی

☆ ترتیب و تخصیص: مولانا رضاء الحق اشرفی

☆ حجۃ الذکرین مع رسالہ قبریہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی

☆ ترجمہ: مولانا رضاء الحق اشرفی

☆ اظہار عقیدت (مجموعہ کلام شیخ اعظم)

☆ شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی

ملنے کا پتہ

آفس جمعیت الاشراف جامع اشرف درگاہ کچھوچھ شریف

جمعۃ الاشرف

طلبہ جامع اشرف درگاہ کچھوچھو شریف کی ایک متحرک تنظیم

اجمالی تعارف

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے مشن، شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کی روحانی دعوت، عالم ربانی حضور سید احمد اشرف علیہ الرحمۃ کے علمی و فکری تہجد، مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ کی دعاؤں کا شرہ، شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف بانی جامع اشرف و سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی مساعی جلیلہ کا نتیجہ، اسلامی ہمہ گیر تحریک، وقت کی اہم پکار، حالات کی سب سے اہم ضرورت اور اسلامی اعلیٰ تعلیم کے عظیم مرکز کا نام ”جامع اشرف“ ہے۔ جس میں ہندوستان کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے، مختلف زبان بولنے والے سیکڑوں طلبہ کو بلا معاوضہ اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ بزرگان دین کے بتائے ہوئے اصول پر مبنی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ انھیں طلبہ جامع اشرف کی تنظیم کا نام ہے ”جمیۃ الاشرف“، جس کو قادیان حضرت علامہ سید شاہ محمد محمود اشرف مہتمم جامع اشرف و ولیعہد سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ نے اپنے دور طالب علمی میں قائم فرمایا.....

جس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:

- طلبہ میں تقریر کا ذوق پیدا کرنا ● ادبی و تحریری ذوق پیدا کرنا ● خانوادہ اشرفیہ کی عظیم شخصیتوں کے حالات اور اسلامی لٹریچر شائع کرنا۔ سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل، شیخ الاسلام کا خراج عقیدت، مقام غوثیت، کتاب البدل، نمائندہ روایت کی شرعی حیثیت، اظہار عقیدت، حجۃ الذکرین اور عظیم حضرت اشرفی میاں: ارباب علم و معرفت کی نظر میں اس کی بے مثال پیشکش ہے ● طلبہ میں علمی ماحول پیدا کرنا۔۔۔۔۔
- اس کے لیے جمیۃ کی ایک مستقل لائبریری ہے ● بزرگوں کی یاد میں جلسہ و فاتحہ کا اہتمام کرنا۔۔۔۔۔
- ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے داسے در سے سنے ہر طرح کا تعاون فرما کر مخدومی فیضان اور بے شمار اجر کے حقدار بنیں۔

رابطہ کا پتہ:

شہزادہ شیخ اعظم حضرت سید محمد اشرف چیف ایڈیٹر سہ ماہی مجلہ غوث العالم

و صدر جمیۃ الاشرف

جنرل سکرٹری جمیۃ الاشرف، جامع اشرف، درگاہ کچھوچھو شریف، ضلع امبیدکر نگر 224155 (یوپی)

ٹیلی فیکس نمبر: 05274-76159